REGD E. P. NO 67

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالکِ غیر ۷½ روپے

فی پرچہ ۲ آنہ

جلد ۶ | ۱۲ صلح ۱۳۳۶ھش ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۵۷ء | نمبر ۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۹ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم مرزا عزیز احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

"مسلسل سردی اور جلسہ سالانہ کے زیادہ کام کے نتیجہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بعارضہ نزلہ علیل ہے۔"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۔ ۷ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی کو صبح سے اعصابی بے چینی کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مہک جائے خوشبوئے الماس جہاں میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تازہ کلام جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر مورخہ ۲۷ دسمبر کو حضور انور کی تقریر سے قبل مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے خوش الحانی سے پڑھا)

کرو جان قربان راہِ خدا میں — بڑھاؤ قدم تم طریقِ وفا میں
فرشتوں سے مل کر اُڑو تم ہوا میں — مہک جائے خوشبوئے ایماں فضا میں
ہوا کیا کہ دشمن ہے ابلیس پیارو — خدا نے نوازا ہے ہر دوسرا میں
ہے قرآں میں جو سرور اور لذت — نہ ہے مثنوی میں نہ بانگِ درا میں
محبت ہے زندہ تیرے ہی دم سے — تو مشہورِ عالم ہو مہر و وفا میں
خدا کی نظر میں رہے تو ہمیشہ — ہو مشغول دل تیرا ذکرِ خدا میں
تجھے غیر کے غم میں مرنے کی عادت — حرارت ہے غیروں کو جور و جفا میں

مساواتِ اسلام قائم کرو تم
رہے فرق باقی نہ شاہ و گدا میں

وسطی زمانہ میں

اسلام کی سماجی اور روحانی کشش ہزاروں لاکھوں نفوس کو اسلام کی طرف کھینچ لائی

"روحانیت کی پیاس اسلام نے بجھائی"

جناب پنڈت امرناتھ ودیا النکار وزیر حکومت پنجاب نے جون ۱۹۵۶ء میں باہمی اتحاد اور رجحانِ قومی ملاپ کے نام سے پونے دو سو صفحات کا ایک رسالہ لکھا جسے پنجاب پردیش کانگرس کمیٹی جالندھر کی طرف سے شائع کیا گیا۔ پنڈت صاحب موصوف نے اس رسالہ میں ایک مقام پر ہندوستان میں اسلام کے ابتدائی اثر و نفوذ پر نہایت محققانہ بحث کی ہے جو ذیل میں آپ ہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے:- (ایڈیٹر)

"پندرھویں سولہویں صدی کے ہندوستان میں ہندو دھرم نے ایک نئی کروٹ لی تھی۔ اور کئی ہندو سنتوں نے ہندو عوام میں نئی رُوح پھونکی تھی۔ ہندو پنڈت بنارس وغیرہ میں بیٹھ کر مشکل سے مشکل سنسکرت میں اپنی بات کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور عوام کی زبان کو نیچی نگاہ سے دیکھنے کی وجہ سے عوام سے کٹ گئے تھے۔ اس کے نتیجے کے طور پر عوام خاص طور پر محنت کش اور کسان لوگ جو اکثر نچلی ذاتوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ایک طرف اس بے رُوحی سے تنگ آ رہے تھے اور دوسری طرف کہیں سے اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے لاچار ہو رہے تھے نتیجہ یہ ہو رہا تھا کہ وہ ہندو جاتی سے کٹ کر دھڑا دھڑ مسلمان ہوتے جا رہے تھے۔ تاریخ میں اسلام کی تبلیغ کا بہت چرچا آیا ہے۔ اور کہا جاتا رہا ہے کہ اسلام کی تلوار نے اسلام کو پھیلایا۔ میں یہ نہیں مانتا کہ اسلام کی تلواریں اتنی زبردست طاقت تھیں۔ ہندوستان نے اپنی ڈھلتی ہوئی سیاسی طاقت کے اس زمانہ میں بھی بہادری کے شاندار جوہر دکھلائے۔ اور ہندوستان کی تلوار آخری دم تک میدان میں نہیں گئی۔ لیکن اس تمام تاریخ کے سماجی پہلو کی طرف ہمارے تاریخ دانوں کا دھیان نہیں گیا۔ دسویں صدی تک ہندوؤں کا سماجی ڈھانچہ نہایت کھوکھلا ہو گیا تھا۔ ہندوؤں کی رہبری سیاسی طور پر چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے ہاتھ میں تھی۔ جو آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔ مذہبی اور روحانی طاقت بنارس اور دوسری جگہوں کے پنڈتوں کے ہاتھوں میں تھی۔ جو شاستروں کے بہت بڑے عالم اور سنسکرت کے بڑے وِدوان تھے۔ لیکن عوام کے ساتھ ان کا کوئی رابطہ نہ تھا۔ وہ اپنی ہی علیحدہ دنیا میں رہتے تھے۔ جہاں عوام کی پہنچ نہ تھی۔ ہندو کی تمام دولت پر یا راجاؤں کا قبضہ تھا۔ اور وہ ان کے محلوں میں بند تھی یا مندروں اور مٹھوں کے پجاری اور مہنت اس دولت پر عیش کرتے تھے۔ اخلاق گر چکا تھا۔ عوام محنت کش کسان یا کاریگر دولت پیدا کر کے حکمران طبقہ کو مالا مال کر رہے تھے۔ مگر اس کے بدلے انہیں ملتا کیا تھا۔ نفرت۔ حقارت۔ اور غریبی۔ یہ سب لوگ نچلے خاندانوں اور نیچی ذاتوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ان کے لئے اسلام کی تلوار میں کیا خوف ہو سکتا تھا۔ خوف تھا تو ان کے دلوں میں جن کی دولت کے انباروں کو لوٹنے کی ہوس محمود غزنوی جیسے فاتح سلطانوں کو ہند میں کھینچ رہی تھی۔ لیکن محنت کش عوام کیلئے اسلام کے پاس ایک سماجی اپیل تھی اور دوسری روحانی ہندو رہتے ہوئے کوئی شخص ذات پات کی دیواروں کو پھاند کر حکومت کرنے والے طبقے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ چاہے وہ کتنا ہی لائق اور قابل کیوں نہ ہو۔ غلام کا بیٹا ہمیشہ غلام ہی رہے گا مگر اسلام میں داخل ہوتے ہی ان سماجی دیواروں کو لانگھ کر حکمران قوم کا ایک برابر کا حصے دار بن جاتا تھا دوسری طرف ہندو دھرم اور پرانے رشیوں کے اعلیٰ فلسفے پنڈتوں نے ایک تنگ دائرے میں بند کر رکھے تھے۔ اور اس میں سے جو سوتے نکل کر کسی زمانے میں ساری قوم کو ہمیشہ روحانیت سے سیراب کرتے تھے۔ وہ اب سب سوکھ چکے تھے۔ روحانیت کی پیاس جسے ہندو دھرم نہیں بجھا رہا تھا وہ اسلام نے بجھائی "خدا ایک ہے اور حضرت محمدؐ اس کا رسول ہے"! ان سیدھے سادے فقروں میں اسلام نے انکی روحانی ضرورت کو پورا کر دیا۔ پانچ دفعہ خدا کی عبادت اور اللہ اور رسول کا نام لینا ایک کاروباری آدمی کیلئے کافی سمجھا گیا۔ اور ہندو دھرم کے پیچیدہ رسمی پوجاؤں جن کے معنے عوام سمجھ نہیں پاتے تھے ان سے چھٹی مل گئی۔ اسلام کی سماجی اور روحانی کشش نے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں عام ہندوؤں کو اسلام میں کھینچا۔ مسلمانوں میں اسی لئے زیادہ تر وہی لوگ داخل ہوئے جو کاروباری محنت کش لوگ تھے۔ اور وہ نیچی ذاتوں میں شمار کئے جاتے تھے۔"

(بحوالہ ملاپ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۵۷ء

صداقت کا امتیازی نشان

اخبار اہلحدیث دہلی مجریہ یکم جنوری ۱۹۵۷ء کے مقالہ افتتاحیہ میں تعنیہ و شخصیت پرستی کی مذمت کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے مختلف فرقوں میں منقسم ہو جانے کا ذکر کر کے لکھا ہے :-

"ملت اسلامیہ کا فرقوں میں بٹ جانا خود اس امر کی دلیل ہے کہ ہر ایک صحیح روش پر نہیں رہے۔ اور پھر طرہ یہ ہے کہ ہر فرقہ یہی سمجھتا ہے کہ ہم راہِ راست پر ہوں اور دوسرے فرقے غلط روش پر ہیں۔

ذرا سوچیئے کہ پہلی اُمتوں میں سے جب کوئی اُمت بگڑ جاتی تھی تو نبی اور رسول آیا کرتے تھے۔ مگر آج ہماری اصلاح کے لئے رسول نہیں آ سکتا۔ مگر جو روشنی رسولوں کی معرفت ملا کرتی تھی۔ وہ آج ہمارے پاس جوں کی توں موجود ہے۔ وہی قرآن ہے وہی سنت وہی احادیث کا دفتر عظیم موجود ہے۔ مگر کوئی نہیں سوچتا کہ جب قرآن ایک ہے۔ رسول ایک ہے قرآن و حدیث کی زبان بھی ایک ہے تو پھر یہ اتنے راستے کیوں بنائے گئے۔ آخر وہ صراط مستقیم کونسی ہے۔ جسے ہم ہر وقت پنجوقتہ فرض اور نفل نمازوں میں اھدنا الصراط المستقیم کہہ کر اپنے رب سے طلب کیا کرتے ہیں۔"

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عامل بالکتاب والسنۃ کا امتیازی دعوے اور رکھنے کے باوجود مقالہ نویس ایسی باتیں بیان کر گئے۔ جو خود قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔ حالانکہ شریعت کامل ہو چکی اور قرآن کریم تا قیامت شرعی کتاب ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ لیکن یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ

"پہلی اُمتوں میں سے جب کوئی امت بگڑ جاتی تھی تو نبی اور رسول آیا کرتے تھے۔ مگر آج ہماری اصلاح کے لئے رسول نہیں آ سکتا"

حالانکہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ امت محمدیہ کے بگاڑ کے وقت اس کی اصلاح کے لئے ایسے برگزیدہ انسان کو ضرور کھڑا کیا جائے گا۔ انبیاء اور مرسلین کی حیثیت روحانی طبیب کی سی ہے جنہیں روحانی امراض کے پھیل جانے کے وقت مبعوث کیا جاتا ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی روحانی حالت نہایت درجہ بگڑ چکی ہے۔ اور باوجود نہ صرف قرآن اور احادیث کا دفتر عظیم موجود ہونے کے "علماء کرام" بھی اس امت مرحومہ کی اصلاح کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ بجائے اصلاح کے ان کی حالت دن بدن گرتی ہی چلی جاتی ہے۔ پس خدا کی یہ فعلی شہادت اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جس چیز کو عامۃ المسلمین کی اصلاح کا ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی علماء اُمت کے "مواعیظ و اذکار" وہ اس وقت نہایت درجہ غیر تسلی بخش ہے۔ اور ضرورت زمانہ ایک نبی کی متقاضی ہے۔

قرآن کریم میں امت محمدیہ کو خیر امۃ قرار دیا گیا ہے۔ اور نبوت و رسالت خدا تعالےٰ کے خاص انعامات میں سے ایک اعلیٰ انعام ہے۔ تو اگر اسے اس انعام سے ہی محروم کر دیا گیا تو وہ خیر امۃ کیسے ہوئی؟

مقالہ نویس نے آگے چل کر بطور مثال چند اسلامی فرقوں کے نام لئے ہیں اور جن میں جماعت احمدیہ کو بھی شمار کیا گیا ہے اور بالآخر یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گویا مسلک اہلحدیث ہی عین اسلام ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو سمجھنے کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین و صحابہ کرام کی زندگی کو مشعلِ راہ نہیں بنایا گیا یہی وہ بنیادی غلطی تھی۔ جس کی وجہ سے فرقہ بندیوں کو فروغ ہوا۔ اور یہ ہوا کہ آج غیر مسلم اگر اسلام کے اصلی خد و خال کو دیکھنا چاہے تو اس کو سب سے بڑی مشکل پیش آئیگی کہ جس قدر بھی گروہ اور فرقے ہیں۔ ہوئے وہ سب اپنے مسلک کو پورا اسلام کہتے ہیں۔ حالانکہ ایک اسلام کی بہت سی تصویریں بنا ڈالی ہیں وہ کس کو اصلی اسلام سمجھے"؟

حالانکہ اگر بدقت نظر دیکھا جائے تو جو آخری سوال خود مقالہ نویس نے اُٹھایا ہے وہ تو جوں کا توں باقی رہتا ہے۔ کیونکہ اہل حدیث حضرات بھی تو اس قطعیت اور جزم کے ساتھ کسی غیر مسلم کے سامنے اپنے فرقے کے موجودہ لوگوں کو اس طور پر پیش کرنے کی ہمت نہیں پاتے۔ کہ جس سے وہ اسلام کے اصل خد و خال کا اندازہ کر سکے۔ اور کسی زندہ شخصیت کو اسلام کی چلتی پھرتی صورت میں دیکھ سکے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آج دنیا جس کی تلاش میں ہے وہ ان کے پاس نہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ حقیقی روحانیت سے خالی محض منطقی دلائل سے کسی شخص کی تبھی تسلی ہرگز نہیں ہو سکتی اس کے لئے تر و تازہ و تازہ آسمانی نشانات کی ضرورت ہے۔ جو دلوں میں کامل یقین اور مستحکم ایمان پیدا کر کے انسانی زندگی کے رخ کو یکسر بدل دیتے ہیں۔ اور انہیں سے ہر زمانہ میں روحانی انقلاب برپا ہوا۔ اور اس کے دم قدم سے عرب کی سنگلاخ زمین میں روحانی چشمے پھوٹ نکلے۔ اور خدا سے بیگانہ مخلوق اُس کے آستانہ پر جھک گئی!! اور دین متین کی خدمت و اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے والی قوم تیار ہو گئی!!

کیا مقالہ نویس اپنے فرقہ میں سے ایسے زندہ افراد کی نشان دہی کر سکتا ہے۔ جنہیں یہ امتیازی شان حاصل ہو۔ ورنہ اس کا دعوےٰ ویسا ہی بلا ثبوت ہے جیسا کہ یہود کا وہ خیال جس کی تردید خدا تعالےٰ نے پاک کلام میں بایں الفاظ کی گئی ہے :-

یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للّٰہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (جمعہ ع۱)

پس باوجودیکہ اخبار اہلحدیث کے مقالہ نویس نے جماعت احمدیہ کو بھی اُن فرقوں میں شمار کیا ہے جو بزعمہ جادہ اعتدال سے منحرف ہیں۔ مگر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جس طور پر اشاعت اسلام اور خدمتِ دین کے لئے جماعت احمدیہ کے افراد کمربستہ ہو ساری دنیا میں صف آراء ہیں یہ کسی دوسرے اسلامی فرقہ یا جماعت کو اس کے عشر عشیر کی بھی توفیق نہیں مل رہی!! اللہ یہی چیز جماعت احمدیہ کے لئے ایک امتیازی نشان ہے۔ اور فی زمانہ حقیقی طور پر یہی جماعت کہلانے اور ما انا علیہ و اصحابی کے مبارک الفاظ کا مصداق قرار پاتی ہے۔

خدا کے فضل سے اس جماعت نے اس کے ایک فرستادہ پر ایمان لا کر اُس کی زندہ ہستی کے ایسے بے شمار نشانات دیکھے جن سے ان کے ایمانوں میں زیادتی ہوئی۔ اور خدا کی محبت میں بڑھے اور اُس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اس وقت ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر تمام افراد جمع ہیں اور اُسی کے زیر نگرانی آگے کر آکناف عالم میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ جو آج سے پورے چودہ سو سال پہلے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا تھا۔ پھر ہر قدم پر خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت کا غیبی ہاتھ ہر متلاشی حق کو نظر آتا ہے۔ اور ایک دنیا اس مقدس جماعت کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک طرف تمام دیگر اسلامی فرقوں کو اپنے میں گوناگوں راہ پانے کی خرابیوں کی وجہ سے کسی متلاشی حق غیر مسلم کے سامنے اسلام کے اصل خد و خال کو پیش کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ تو اس کے برعکس جماعت احمدیہ کا ہر فرد بغیر کسی الجھن کے اپنی جماعت کو اس کے لئے پیش کرتا ہے۔ جو ایک الگ امتیازی نشان ہے؟

قابل عمل باتیں

پنڈت جواہر لال نہرو جہاں وزیر اعظم ہونے کے لحاظ سے اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں وہاں وہ اپنے ہموطنوں کو ایسی اور انہیں ملکی خدمات میں زیادہ مفید دو وجوہ کی طرف بھی متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی ماہ کے پہلے ہفتہ جب اندور میں کانگرس کا ۶۲ واں سالانہ اجلاس ہوا تو آپ نے کانگرس سیوا دل کی میٹنگ میں چند ممبران کو ایسی ہی مفید اور قابل عمل باتوں کی طرف توجہ دلائی جو نہ صرف کانگرس سیوا دل کے ممبران کیلئے مفید ہیں بلکہ ہر ترقی پسند جماعت کو ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کی تقریر کا متعلقہ حصہ اخبار ریاست مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۷ء میں بایں الفاظ شائع ہوا ہے

"آپ نے کانگرس سیوا دل کے ممبروں کو تلقین کی کہ وہ بڑے بڑے جلسوں، میٹنگوں اور ان میں بڑے لیڈروں کی تقریر کرنے کے بجائے (باقی ص ۱۲ پر)

اگر تم خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے مناسب حال عمل کرتے رہے تو عظیم الشان نعمت تمہیں قیامت تک حاصل رہیگی

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر

ربوہ ۲۷ر دسمبر۔ آج ۱/۲ ۱ بجے دوپہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر مسئلہ خلافت پر ایک نہایت جامع اور پُر معارف تقریر فرمائی جس کے دوران فضا بار بار اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد اور حضرت فضل عمر زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی۔ تقریر سے قبل ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اور محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے حضور ایدہ اللہ کا تازہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا (یہ کلام الفضل کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

اہم شہادتیں

تقریر کی۔ ابتداء میں حضور کے ارشاد پر مندرجہ ذیل اصحاب نے فتنہ منافقین کے متعلق اپنی اہم شہادتیں پڑھ کر سنائیں۔

(۱) حافظ محمد عمر صاحب مولوی فاضل (۲) ملک صاحب خان صاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۳) مولوی محمد احمد صاحب جلیل (۴) عبد الرحیم صاحب پراچہ (۵) غلام غوث صاحب ہیڈ کلرک میونسپل کمیٹی ربوہ (۶) بابو احمد جان صاحب وکیل المال تحریک جدید ربوہ (۷) چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

میری آج کی تقریر بالعموم عام مسائل پر ہوتی ہے مگر اس دفعہ مجھے ایک خاص موضوع چننا پڑا ہے جس کا موجودہ حالات میں بیان کرنا ضروری ہے۔ یعنی مسئلہ خلافت۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں (۱) خلافت حقہ اسلامیہ۔ (۲) نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر۔ جب میں اس مضمون کے نوٹ لکھنے لگا تو اس کی اتنی تفصیلات سامنے آگئیں کہ میں حیران ہو گیا کہ موجودہ بیماری کی حالت میں میں کس طرح ان سب کو بیان کر سکوں گا۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ میں صرف اپنے نوٹ پڑھ کر سنا دوں۔ لیکن چونکہ دوست دور دور سے سال کے بعد یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ جس حد تک اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ احباب تک میری زبان سے یہ مضمون پہنچ جائے۔

آیت استخلاف

اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم .... الخ اور

پھر فرمایا۔ تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت کا تعلق خلافت اسلامیہ سے ہے صحابہ کرام اور خلفائے راشدین نے بھی اس آیت کو خلافت کے متعلق سمجھا ہے پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خلافت اسلامیہ پر ہی انہیں چسپاں فرمایا ہے۔ اس آیت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا کہہ کر جن لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ ان سے مراد ایمان بالخلافت رکھنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ مسلمانو جو خلافت حقہ اسلامیہ پر ایمان رکھتے ہو! اسے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہو۔ اور اس کے مناسب حال عمل کرتے ہو۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنا دیں گے جس طرح تم سے پہلے گزرنے والے لوگوں کو ہم نے خلیفہ بنایا تھا۔ یعنی ہم تم میں بھی پہلوں کی طرح خلافت جاری کریں گے۔ لیکن ہم تم سے یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ تم ہمیشہ توحید کو قائم کرو گے۔ یعنی مشرک مذاہب کی تردید اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہو گے۔ اگر تم نے میری یہ امید پوری نہ کی۔ تو تم میں خلافت بھی نہ رہیگی۔ لیکن یاد رکھو کہ اس صورت میں مجھ پر وعدہ خلافی کا الزام نہیں آئے گا۔ کیونکہ قیام خلافت ایک پیشگوئی نہیں ہے بلکہ میرا ایک وعدہ ہے۔ جو اس شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ کہ تم خلافت حقہ اسلامیہ کے مناسب حال عمل بھی کرو گے۔ اگر تم نے یہ شرط پوری نہ کی۔ تو میرا وعدہ بھی پورا نہ ہوگا۔ اس صورت میں خلافت کی نعمت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور تم مومن بالخلافت نہیں رہو گے۔ بلکہ کافر بالخلافت ہو کر میرے بھی باغی ہو جاؤ گے۔

خلافت کے دو دور

حضور انور نے خلافت موسویہ کے دو حصوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ موسوی خلافت کی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے بھی دو دور مقدر تھے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے، کہ میرے بعد خلافت ہوگی۔ پھر ظالم بادشاہ ہوں گے۔ پھر جابر حکومتیں ہوں گی۔ اور اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خلافت راشدہ قائم ہوئی۔ جو اپنی ظاہری شکل میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ختم ہوگئی۔ پھر ظالم مسلمان بادشاہوں کا دور آیا اس کے بعد غیر اقوام حاکم ہوگئیں جو جابر حکومتیں تھیں اور بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم فرمائی۔ اگر آیت استخلاف کی شرائط کو مسیح موعودؑ کی جماعت نے پورا کیا تو انشاء اللہ یہ خلافت قیامت تک جاری رہے گی۔ اور چونکہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے ہر لحاظ سے افضل ہے اس لئے ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ انشاء اللہ محمدی مسیح کی خلافت ان غلطیوں سے بچی رہے گی۔ جن غلطیوں کی مرتکب عیسوی خلافت ہوئی۔ عیسوی خلافت نے مسیح کو خدا بنا کر توحید پر حملہ کیا اور خود اپنے مذہب پر تبر رکھ دیا۔ لیکن محمدی مسیح کی خلافت انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذار رہے گی۔ اور توحید کی علمبردار رہے گی۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر یہ الہام فرمایا کہ

خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس

یعنی اے مسیح موعود کی جسمانی اور روحانی اولاد! توحید کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تاکہ تم میں نعمتِ خلافت جاری رہے۔

الوصیت میں خلافت کا ذکر

حضور نے فرمایا جماعت میں سلسلہ خلافت کا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی تصنیف الوصیت میں فرماتے ہیں:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے۔ غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ . . . میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو"

(الوصیت صفحہ ۶)

حضور نے فرمایا اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو "دوسری قدرت" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے مراد خلافت ہی ہے۔ آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے عزیزو! ایمان بالخلافت پر قائم رہنے کے لئے اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو۔ تاکہ تم ایک جھنڈے تلے جمع رہو۔ اسلام کی جنگیں لڑ سکو۔ اور ساری دنیا کو فتح کر سکو

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں لانا اور کریمی بعثت مسیح موعودؑ کی غرض و غایت ہے۔

غیر مبائعین کا اعتراف

حضور نے فرمایا "دوسری قدرت" سے صرف ہم ہی خلافت مراد نہیں لیتے۔ بلکہ خود غیر مبائعین نے بھی یہی سمجھا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جو اعلان کیا گیا۔ اور جس پر خواجہ کمال الدین صاحب اور دیگر اکابر غیر مبائعین کے بھی دستخط موجود ہیں۔ اس میں صاف لفظوں میں یہ لکھا گیا کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام . . . . . . کے رسالہ مندرجہ الوصیت کے مطابق . . . . ہم قوم نے . . . . . جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اس اعلان میں الفاظ "رسالہ مندرجہ الوصیت کے مطابق" سے پتہ لگتا ہے کہ اس وقت الوصیت کے الفاظ "دوسری قدرت" سے خود غیر مبائعین بھی خلافت کا قیام ہی مراد لیتے تھے۔ گو بعد میں وہ اپنی مخصوص اغراض کے پیش نظر اس سے منکر ہو گئے۔ پھر خلافت اولیٰ کے بعد جماعت کے ننانوے فی صدی افراد نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے ایک دفعہ پھر یہ ظاہر کر دیا کہ وہ جماعت میں خلافت کے قیام کو ضروری سمجھتے ہیں۔

نظام خلافت کو فتنوں سے محفوظ رکھو

حضور نے فرمایا۔ موجودہ فتنہ کے دوران میں مجھے خصوصیت سے بار بار یہ خیال آیا ہے کہ ہمیں ایسے ذرائع اور طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ جن سے ہمارا نظام خلافت ہر قسم کے فتنوں اور شرارتوں سے محفوظ ہو جائے۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ لیکن تاریخ کی اس شہادت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ فتنہ پردازوں کی شرارت سے خلافت کی نعمت چھن بھی سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی ہی شرارتوں کی وجہ سے یہ نعمت چھن گئی۔ اور مسلمان اس کے مستحق نہ رہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے قرآن مجید نے خلافت کے قیام کا مشروط وعدہ کیا ہے جس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو نظام خلافت کی حفاظت کرنے کے لئے خاص کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سال جاری جماعت میں بعض لوگوں نے جو فتنہ پیدا کیا ہے۔ درحقیقت یہ ایک دھکا ہے جس سے جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ہوشیار کیا ہے۔ اور ہمیں ایسے ذرائع اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس سے نظام خلافت ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ ہو جائے۔

آئندہ کے لئے انتخاب خلافت کا طریق

حضور نے فرمایا میں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ مجلس شوریٰ کے ذریعے خلیفہ کا انتخاب نہ ہوا کرے۔ آج سے میں یہ طریق انتخاب منسوخ کرتا ہوں اور آئندہ کے لئے یہ قاعدہ مقرر کرتا ہوں۔ اور آئندہ جب بھی خلیفہ کے انتخاب کا وقت آئے تو مجلس شوریٰ کی بجائے ایک اور مجلس اس کا فیصلہ کرے۔ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر، تحریک جدید کے وکلاء، مفتی سلسلہ اور جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ کے پرنسپلوں کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ افراد بھی اس مجلس کے رکن ہوں گے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے تمام علاقوں مثلاً سابق پنجاب۔ سندھ۔ سرحد اور مشرقی پاکستان وغیرہ کی مبائع احمدی جماعتوں کے اضلاع کے امیر بھی اس مجلس میں شامل ہوں گے۔ بشرطیکہ وہ وقت مقررہ پر مرکز میں پہنچ سکیں۔ مرکز کوشش کرے گا کہ ان سب کو اطلاع پہنچ جائے۔ لیکن اگر کسی بھی وجہ سے وہ وقت پر نہ پہنچ سکیں تو اس صورت میں ان کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ کہ وہ اس مجلس کے فیصلہ کو غلط قرار دیں۔ بہرحال یہ مجلس جو بھی فیصلہ کرے گی وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہوگا۔ اور جو اس کی مخالفت کرے گا۔ وہ باغی سمجھا جائے گا۔ یہ مجلس جو خلیفہ منتخب کرے وہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوگا۔ اور اسے میں ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس کے شامل حال ہوگی اور جو بھی اس کے مقابل پر آئے گا۔ وہ ذلیل اور ناکام ہوگا۔ کیونکہ وہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے وعدہ کے مطابق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء کے مطابق ہوگا۔ اور ایسے خلیفہ کو یقیناً اللہ کی نصرت حاصل ہوگی۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلھم کے الفاظ استعمال فرما کر ہمیں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ پہلی امتوں کے نظاموں پر بھی غور کیا جائے۔ اس کے لئے میں نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جو جلد اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ اس مسئلہ کو جماعت کی مجلس مشاورت میں پیش کر کے اس کا قطعی فیصلہ کیا جائے گا۔

سردست میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جب تک شوریٰ میں یہ معاملہ پیش نہیں ہوتا مندرجہ بالا طریق ہی قائم رہے گا یعنی وقت آنے پر بجائے تمام جماعتوں کے نمائندوں کے اکٹھے ہونے کے مذکورہ بالا مجلس ہی اس کا فیصلہ کیا کرے گی۔ وہی تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہوگا۔

حضور نے فرمایا۔ چونکہ یہ بھی شریعت کا حکم ہے کہ جس کے متعلق پراپیگنڈا کیا جائے یا جو خود خلیفہ بننے کا متمنی ہو اسے خلیفہ نہ بنایا جائے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق یہ دونوں باتیں ثابت ہوئی ہیں۔ اس لئے آئندہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اولاد کو انتخاب خلافت میں کسی طور پر بھی حصہ لینے یا دخل دینے کا قطعی کوئی حق نہیں ہوگا۔

حضور نے متعدد حوالے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔ صحابہ کرام بزرگان دین اور فقہائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ بے شک انتخاب خلافت اجماع سے ہوتا ہے۔ لیکن اس اجماع سے وہ اجماع مراد ہوگا جس کا جمع ہونا آسان ہو اور جیسا کہ امت کی کثرت رائے نے تسلیم کر لیا ہو۔ پس مقررہ مجلس کا انتخاب درحقیقت جماعت کا ہی انتخاب ہوگا۔ اور یہ انتخاب قرآن مجید کی تعلیم۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بزرگان سلف اور فقہائے امت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے عین مطابق ہوگا۔

حضور نے فرمایا میرے نزدیک آئندہ جو بھی خلیفہ ہو اس کے لئے یہ بھی ایک لازمی شرط ہونی چاہیئے کہ وہ قسمیہ طور پر یہ اقرار کرے کہ وہ خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہے اور قیامت تک سلسلہ خلافت کو جاری رکھنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اور اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کی مساعی کو جاری رکھے گا۔ اور بلا امتیاز امیر و غریب تمام مبائع احمدیوں کا خیال رکھے گا۔ اور ان کے حقوق کی حفاظت کرے گا۔

اس کے بعد حضور اقدس نے بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی اور مساجد کی تعمیر قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر اور بعض دیگر اہم جماعتی امور بیان فرمائے (حضور کی تقریر کے اس حصہ کا ملخص انشاء اللہ آئندہ پیش کیا جائیگا)

اور پھر حضور نے "نظام اسلامی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" کے اہم موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح آدم سے لے کر اب تک ہر دور میں الٰہی جماعتوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا اور ہر دور میں ہی شیطان نے یہ کوشش کی کہ الٰہی جماعتیں اپنے اس عہد میں کامیاب نہ ہو سکیں اس زمانہ میں جماعت احمدیہ نے بھی یہ عہد کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیعت میں بھی اس عہد کو شامل فرمایا۔ لیکن شیطان اس زمانہ میں بھی مختلف ذرائع سے کام لے کر جماعت کو اس عہد سے ہٹانے کی کوشش میں مصروف ہے۔

حضور نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ کس طرح اکابر غیر مبائعین کے قلوب میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بغض پیدا ہوا اور اس بغض نے کس طرح بڑھتے بڑھتے عداوت اور دشمنی کا رنگ اختیار کر لیا۔ حضور نے فرمایا افسوس ہے کہ ابتدائی زمانہ میں ہی بغض کا یہ بیج مختلف وجوہ کی بنا پر خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بعض افراد میں بھی نشوونما پانے لگا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی موجودہ اولاد نے فتنہ منافقین میں اپنے آپ کو ملوث کر لیا۔

حضور نے اسلامی نظام کی مخالفت اور اس کے پس منظر پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنے کے بعد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ یاد رکھو تم جو خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو آسمانی نظام کے سپاہی ہو۔ شیطان نئی نئی شکل میں تمہیں گمراہ کرنا اور جنت سے نکالنا چاہتا ہے۔ لیکن انشاء اللہ وہ اس میں ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں آدم کا مثیل ہوں لیکن پہلے آدم نے تو انسان کو جنت سے نکالا تھا۔ لیکن میں تمہیں جنت میں داخل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ پس انشاء اللہ شیطان ناکام رہے گا اور تم خدا کی جنت میں داخل ہو گے۔ کیونکہ تم اس کے سچے پیرو ہو۔

(الفضل یکم و دو جنوری ۱۹۵۷ء)

امریکہ افریقہ اور یورپ کے متعدد ممالک میں احمدی مبلغین کی کامیاب تبلیغی مساعی اور اسکے غیر معمولی خوشکن نتائج

ڈچ گی آنا میں چارسو افراد کا قبولِ احمدیت ۔ فلپائن میں ۱۰۱ افراد کا قبولِ اسلام ۔ سکنڈے نیویا میں نئے مشن کا قیام

ترجمۃ القرآن اور تفسیر کا کام ۔ ھالینڈ میں مسجد کی تعمیر

مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء کو تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

بیرونی ممالک میں تحریک جدید کے ماتحت کام کرنیوالے مبلغین اسلام

تحریک جدید کے زیر اہتمام بیرونی ممالک میں جو احمدی مبلغین فریضۂ تبلیغ اسلام ادا کرنے میں مصروف ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد تفصیلاً بتاتے ہوئے فرمایا بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے صرف چند ایک مبلغ باہر کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ۔ انڈونیشیا بورنیو۔ سیلون۔ مارلیشس۔ بلاد عربیہ۔ امریکہ اور یورپ کے مختلف ممالک مثلاً انگلستان۔ سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سپین اور سکنڈے نیویا وغیرہ میں کم و بیش ۲۷ احمدی مبلغین فریضۂ تبلیغ اسلام ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ صرف بیرونی ممالک کے مبلغین کی تعداد ہے۔ پاکستان اور بھارت میں جو مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔ اس سے دوست اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ چندۂ تحریک جدید سے تبلیغ کا کتنا وسیع کام ہو رہا ہے۔

مساجد کی تعمیر

بیرونی ممالک میں جو مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ انڈونیشیا، افریقہ اور یورپ کے کئی ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعدد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ یا ہونے والی ہیں۔ اس سال ہالینڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف احمدی مستورات کے چندہ سے ہی ایک نہایت عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ لیکن اس پر خرچ ہوا ہے۔ وہ ابتدائی اندازے سے بہت بڑھ گیا ہے۔ اس وقت تک مستورات نے جو چندہ دیا ہے۔ ۱۵ ہزار روپیہ اس سے زائد خرچ ہو گیا ہے مستورات کو چاہیئے کہ جلد یہ رقم جمع کر دیں۔

بیرونی ممالک میں تبلیغی مساعی اور اسکے خوشکن نتائج

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی ممالک میں جماعت کی بڑھتی ہوئی تبلیغی مساعی اور اس کے خوشکن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض نئے مشن بھی قائم ہوئے ہیں۔ بعض ممالک میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے اور بعض ممالک میں نمایاں کامیابی کے روشن امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ سکنڈے نیویا میں ہمارا نیا مشن قائم ہوا ہے جنوبی اور ڈلیر۔ یا نیاسالینڈ اور بلجیم کا نگو میں تبلیغ کے نئے راستے کھلے ہیں۔ ان ممالک سے آمدہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے لوگ بکثرت اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ فلپائن ایک ایسا ملک ہے جہاں سے تلوار کے زور سے اسلام کو نکالا گیا تھا۔ اب وہاں ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں جن سے امید ہے کہ ہم جلد دلائل و براہین کے زور سے پھر اس ملک کو اسلام میں داخل کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم نے وہاں اپنا ایک مبلغ بھیجنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن حکومت نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت نے وہاں ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہمارا کوئی باقاعدہ مبلغ ابھی وہاں نہیں گیا۔ پھر بھی اس وقت تک ۱۰۱ طلباء اسلام قبول کر چکے ہیں (نعرہ ہائے تکبیر) جرمنی سے اطلاع آئی ہے۔ کہ چار اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ جن میں ایک پادری بھی شامل ہے۔ امریکہ میں بھی ایک پادری نے اسلام قبول کیا ہے سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ ڈچ گی آنا سے ہمارے مبلغ نے پہلے اطلاع دی تھی کہ ۲۰۰ اشخاص نے بیعت کر لی ہے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ اس وقت تک چار سو افراد جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ (نعرہ ہائے تکبیر) جنوبی ہندوستان اور جزائر لکا دیپ و مالدیپ میں بھی اسلام اور احمدیت کی ترقی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ بھارت کے ایک سکھ رئیس نے اپنی ایک خواب کی بناء پر اسلام قبول کیا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ ہم ایک مرتد کی جگہ مومنوں کی ایک قوم دیں گے۔ فتنہ منافقین کے بعد ہزاروں ہزار نئے افراد ہمیں دیئے ہیں۔ اور اس طرح اپنی مدد اور نصرت کا روشن نشان ظاہر کیا ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کی توسیع اشاعت کے لئے عملی اقدام

حضور نے جماعت کے انگریزی ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کی توسیع اشاعت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش تھی کہ اس رسالہ کے دس ہزار خریدار ہوں افسوس ہے کہ اس خواہش کو ہم اب تک پورا نہیں کر سکے۔ اب میں حضرت صاحب کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے محض تحریک کی بجائے ایک عملی قدم تجویز کرتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں رسالہ کے ایڈیٹر صاحب کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ رسالہ تین ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کر دیں۔ اور اس کی قیمت کم کر دیں۔ یعنی پاکستان اور ہندوستان میں سالانہ چندہ ۵/- روپے کر دیں اور غیر ممالک میں اس کا چندہ صرف آٹھ شلنگ رکھ دیں جس سے اس کی ڈاک کا خرچ نکل سکے اس کے اخراجات کچھ تو میں صدر انجمن اور تحریک جدید سے لے کر اور کچھ جماعت میں تحریک کر کے مہیا کر دوں گا۔ اس طرح ہم کوشش کریں گے کہ اگلے چھ ماہ تک یہ رسالہ چھ ہزار کی تعداد میں چھپنے لگے اور اگلے جلسہ سالانہ تک ہم اس کے دس ہزار خریدار ہو جانے کا اعلان کر سکیں غرض میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک سال کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو ضرور پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

ترجمۃ القرآن اور تفسیر

حضور نے فرمایا۔ قرآن کریم کے ترجمہ کا جو کام میں نے شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مکمل ہو چکا ہے۔ اسی طرح تفسیر کی ایک اور جلد بھی تیار ہے جو امید ہے۔ کہ آئندہ شوریٰ تک چھپ جائے گی۔ یہ جلد کم و بیش پانچ سو صفحات پر مشتمل ہوگی۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت بتاتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر احمدی کو کم از کم تین مرتبہ میری کتب پڑھنی چاہئیں۔ اس سے دوست ان کتب کی اہمیت کا خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ دراصل میں نے بھی ان کتب کا ذکر محض ثواب حاصل کرنے کے لئے کر دیا ہے۔ ورنہ ایک سچے احمدی کے لئے تو انہیں خریدنے کی تحریک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے تو ان کتب کے خریدنے اور پڑھنے بغیر اطمینان ہی نہیں ہو سکتا۔

جماعت کی مصنوعات خریدنے کی تحریک

فرمایا۔ جو مصنوعات جماعت کی طرف سے تیار ہوتی ہیں۔ ہمارے دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ خریدیں مجھے یاد ہے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے والد مرحوم چوہدری نصر اللہ خان صاحب بتایا کرتے تھے کہ میں سارا سال اس خیال سے کپڑے نہیں خریدتا کہ قادیان جا کر خریدوں گا اب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے انکے متعلق بتایا ہے کہ وہ اپنے کپڑے سلواتے بھی قادیان سے ہی تھے۔ دراصل یہی روح ہر احمدی میں ہونی چاہیئے۔

فضل عمر ریسرچ

حضور نے فضل عمر ریسرچ کی مصنوعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ریسرچ نے ایک بوٹ پالش "شاہ نمبر" کے نام سے تیار کیا ہے جس کی اہل تجربہ نے تعریف بھی کی ہے۔ اسی طرح اس نے ایک "ٹانک" ایجاد کیا ہوا ہے۔ پھر چھوٹے بچوں کیلئے ایک گرائپ واٹر بھی تیار کیا ہے۔ احمدی ڈاکٹروں کو چاہیئے کہ اس کا تجربہ کریں۔ اگر مفید ثابت ہو تو سرٹیفکیٹ دیں اگر ہماری جماعت کے دوست سلسلہ کی مصنوعات کی طرف توجہ دیں تو تھوڑے ہی دنوں میں یہ اپنے ملک کے علاوہ باہر کے ملکوں میں بھی مقبول ہو سکتی ہیں۔

رسالہ تشحیذ الاذہان اور اخبار المصلح

فرمایا۔ ربوہ سے احمدی بچوں کے لئے ایک رسالہ تشحیذ الاذہان نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ ہماری کراچی کے نوجوان وہاں سے اخبار المصلح شائع کر رہے ہیں یہ رسالہ اور اخبار دونوں کے چلانے والوں سے کہتا ہوں کہ وہ ایسے ایسا بنائیں کہ دوست دیکھ کر خود بخود انہیں خریدیں۔

زمیندار احباب سے خطاب

حضور نے زمیندار احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے عرصہ ہوا تحریک کی تھی کہ اگر احمدی زمیندار اپنی زمین میں سے ایک کنال بھی خدا کے نام پر وقف کر دیں اور اس حصہ کی آمد کو دین کی خدمت کیلئے وقف کر دیں تو اس سے ان کی باقی زمین میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی برکت ڈالے گا۔ اسو بھی ...

تقسیم و ترسیل لٹریچر

از

دفتر مرکزی نشر و اشاعت دعوۃ و تبلیغ قادیان

ماہ دسمبر ۱۹۵۶ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ باوجود محدود وسائل اور گوناگوں مشکلات کے اعلائے کلمہ اسلام اور تبلیغ دین میں مصروف ہے۔ صیغہ نشر و اشاعت کی تقسیم و ترسیل لٹریچر کی رپورٹ ذیل میں پیش ہے۔

احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ اس کار خیر میں مرکز کی معاونت فرمائیں اور اپنا چندہ نشر و اشاعت امانت " نظارت دعوت و تبلیغ" میں بھجوا کر تبلیغی جہاد میں شریک ہوں۔ جو احباب تبلیغی اغراض کے لئے لٹریچر منگوانا چاہیں یا کسی غیر احمدی یا غیر مسلم دوست کے نام بھجوانا چاہیں وہ پتہ جات ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر ہو۔

ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ

گذشتہ ماہ تقسیم لٹریچر درج ذیل ہے:-

نمبر	نام	تعداد
۱	امن کے شہزادہ کا آخری پیغام اردو (پیغام صلح)	۳۵
۲	خصوصیات قرآن انگلش	۲۷۵
۳	پیغام صلح ہندی	۲۸
۴	احمدیہ موومنٹ	۱۸۴
۵	کرشن اوتار کا پیغام ہندو بھائیوں کے نام اردو	۲۵
۶	کرشن اوتار کا پیغام ہندو بھائیوں کے نام ہندی	۴۵
۷	تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	۶۵
۸	عقائد و تعلیمات	۱۶
۹	میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں انگلش	۵۹۷
۱۰	سیرت النبی انگلش	۱۷
۱۱	سیرت و سوانح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی تعلیم کے مختصر حالات اردو	۲۹
۱۲	مقام خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ	۳۹
۱۳	آسمانی تحفہ اردو	۱۸۶
۱۴	آسمانی تحفہ انگریزی	۱۰۰
۱۵	آسمانی تحفہ گورمکھی	۵۴
۱۶	مولانا مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت میں تحریری بیان اور اس پر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا تبصرہ	۸
۱۷	حقیقی اسلام	۴۴
۱۸	خاتم النبیین کے بہترین معنے	۲۶
۱۹	مہا بھارت کرشن ہندی	۴۲
۲۰	مسئلہ تناسخ یا آواگون عقل کے ترازو پر	۲۵
۲۱	اسلام اور اشتراکیت اردو	۳۴
۲۲	احمدیت کا پیغام انگلش	۳۳
۲۳	زندہ اسلام از افادات حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	۴۲
۲۴	اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری اور ایمانیات میں سے ہے	۳۶
۲۵	اس زمانہ کے امام خلیفہ اور مجدد کو پہچانو	۲۴
۲۶	زمانہ کی ضرورت انگلش	۶۲
۲۷	حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	۱۸
۲۸	جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کا انسان نہ اب تک پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا۔	۸
۲۹	الہدیٰ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے کے لئے ابتدائی ہدایات	۱۸
۳۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بے مثل نمونہ اور شاہ حبشہ کو دعوت حق (ایک برہمو سماج کے قلم سے)	۱۸
۳۱	آسمانی تحفہ ہندی	۲۵۳
۳۲	سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگلش	۶۲
۳۳	قبر کے عذاب سے بچو اردو	۵۰
۳۴	اسلامی اصول کی فلاسفی انگلش	۶
۳۵	تالیف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد انگلش	۸
۳۶	تالیف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اردو	۲
۳۷	برکات خلافت (تقریر مولوی محمد یار صاحب عارف)	۶
۳۸	ذریت طیبہ	۶
۳۹	اس زمانے کا اوتار بنگالی	۱۰
۴۰	دہی بار اکرشن بنگالی	۱۰
۴۱	علمی معجزہ	۲۷
۴۲	مولانا مودودی کے رسالہ قادیانی مسئلہ کا جواب	۴
۴۳	رسالہ موجودہ زمانے کا اوتار اردو	۱
۴۴	اسلام اور اشتراکیت انگلش	۹
۴۵	خدا تعالیٰ کا اس زمانہ میں متواتر عذاب کیوں نازل ہو رہا ہے انگلش	۲۱
۴۶	جری اللہ فی حلل الانبیاء	۷
۴۷	خدا تعالیٰ کا اس زمانہ میں متواتر عذاب کیوں نازل ہو رہا ہے اردو	۱۰
۴۸	اسلامی سوسائٹی کی بنیاد انگلش	۲۰
۴۹	تھیوسوفیکل سوسائٹی۔ تھیوسوفی کے اصول اور ان کے ماخذ	۱۰
۵۰	ترجمۃ القرآن تفسیری جلد اول انگلش	۱
۵۱	ترجمۃ القرآن تفسیری انگلش جلد دوم	۱
۵۲	میاں محمد صاحب بل اوز لائلپور کی کھلی چٹھی بنام سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ کا جواب۔	۹
۵۳	تبلیغ کی اہمیت اور ہجرت کا مسئلہ (خطبہ جمعہ)	۸
۵۴	ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۵
۵۵	احمدی غیر احمدی میں فرق انگلش	۴
۵۶	الفضل جوبلی نمبر	۳
۵۷	اخبار بدر خاص نمبر	۱
۵۸	نشان آسمانی	۱
۵۹	تحفہ شہزادہ ویلز انگلش	۱
۶۰	مسیح ہندوستان میں	۱
۶۱	دافع البلاء	۱
۶۲	برکات الدعا	۱
۶۳	ضرورت مذہب	۱
۶۴	انبیاء علیہم السلام پر اعتراضات کا حل	۴
۶۵	محمد عربیؐ	۲۰
۶۶	حضرت مسیح ناصری اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے	۴
۶۷	احمدیہ البم	۱
۶۸	وفات مسیح علیہ السلام پر علمائے مصر کا فتوے	۱۲
۶۹	مولوی محمد علی صاحب کا موعود نبی سے جنگ	۵
۷۰	قبر کے عذاب سے بچو انگلش	۲۵
۷۱	مذہب اور سائنس	۲
۷۲	تحفۂ الشعماری	۳
۷۳	بیان	۲
۷۴	کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے	۳
۷۵	حقیقت الامر	۳
۷۶	حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ نبوت جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبائعین	۳
۷۷	قرآن کریم مترجم انگلش مکمل	۱
۷۸	دعوت نامہ بخدمت جمیع علمائے کرام و صوفیائے عظام و دیگر ہمدردان اسلام	۲
۷۹	انکشاف حقیقت حصہ اول	۳
۸۰	" " " دوم	۲
۸۱	ہندو دھرم میں کثرت ازدواج	۱
۸۲	تحریک جدید کے بیرونی مشن	۱
۸۳	تبلیغ ہدایت	۱
۸۴	تحفۃ الملوک	۱
۸۵	اکناف عالم میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ امریکن رسالہ لائف میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر۔	۱
۸۶	مختلف زبانوں میں مثلاً گجراتی۔ مرہٹی۔ کنڑی وغیرہ کتب اور پمفلٹ	۵۰
۸۷	انگریزی میں سوال و جواب	۳
۸۸	احمدیت کے خلاف پانچ سوالات اور ان کے جوابات	۴
۸۹	اعتراف حقیقت	۸
۹۰	جب تک مسلمان تبلیغ نہیں کرتے وہ دوسروں پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ انڈونیشیا کی آزادی کی حمایت تمام مسلمانوں کو آواز اٹھانی چاہیئے۔ خطبہ جمعہ	۳
۹۱	متفرق اردو، انگریزی کتب و پمفلٹ	۵۰
۹۲	احمدی مسلمان ہیں	۲۵
	کل میزان	۲۰۰۳

درخواست دعا

میرے بہنوئی مکرم خلیل احمد صاحب سیکرٹری دعوت تبلیغ ... پور چند یوم سے بیمار ہیں۔ احباب اُن کی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار عبد الرشید سعدی تیاپوری

بھارت ورش کی آزادی کے حقیقی اسباب
خدمتِ خلق
اور
عبادت کی حقیقت

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان)

پیارے ناظرین آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ گزشتہ اوتاروں۔ رشیوں، منیوں، نبیوں اور رسولوں نے آج سے سینکڑوں سال قبل یہ خبر دی تھی۔ کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جس میں لوگوں کو خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ وہ صرف دنیا کے کیڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تمام تر لذات صرف ان کے نفس میں رہ جائیں گی۔ ان کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہ رہے گا وہ خدا اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا پسند نہ کریں گے۔ نہ مسلمان اپنے مذہب پر کاربند ہوں گے نہ ہندو یا سکھ۔ نہ دوسرے اہل مذاہب میں روحانیت کا کوئی نام و نشان رہے گا۔

چنانچہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی دی ہوئی یہ خبر ہو بہو پوری ہو رہی ہے۔ اکثر اہل مذاہب اپنے اپنے مذاہب سے بیگانہ اور متنفر ہو رہے ہیں نہ مذہب یا مذہبی باتوں کا ذکر سننا ہی پسند نہیں کرتے اور نہ وہ ان سے کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔ حالانکہ سب سے پیاری چیز مذہب ہی ہے کیونکہ سچا مذہب ہی انسان کو اس کے خالق سے ملا سکتا ہے اور اسے ترک کر کے انسان کبھی بھی اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگ اگر مذہب کا ذکر کسی قدر برداشت بھی کر لیتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ بس ہم نے خدا کو مان لیا ہے۔ اس کے لئے مسجدوں یا مندروں یا شوالوں یا گرجوں وغیرہ میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صرف اسی قدر کافی ہے کہ انسان کمائے کھائے اور اپنی کمائی میں سے جہاں تک ممکن ہو محتاجوں یتیموں بیواؤں اور مسکینوں وغیرہ کی مدد کرے۔ وہ ان کے کسی کام آ سکے اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرے اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آوے۔ مگر اس کی ظاہری عبادت کی ان کو کچھ بھی ضرورت نہیں ان کے لئے یہ بیکار محض ہے خواہ اس بات سے کیا سروکار کہ کوئی نماز پڑھتا ہے یا سندھیا کرتا ہے۔ یا گرجے میں جاتا ہے۔ وہ تو اس امر کے محتاج ہیں کہ کوئی ان کی وقتی ضروریات کو پورا کر کے ان کی پریشانیوں کو دور کرے اور ان کے لئے سکھ و اطمینان کا سامان مہیا کرے۔ چنانچہ ایک دفعہ دوران گفتگو میں ہمارے ایک نہایت ہی معزز و محترم ہندو دوست نے یہ فرمایا کہ گو ہم مندروں کے مسجدوں وغیرہ میں جانے کا اپنے لئے کوئی فائدہ نہیں سمجھتے۔ ان کی عبادت کا اگر کوئی فائدہ ہوگا تو ان عبادت کرنے والوں کو ہوگا۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہمارے لئے صرف اسی قدر کافی ہے۔ کہ مثلاً جماعت احمدیہ کے افراد غریبوں اور بیکسوں کی حتی الامکان امداد کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہندوؤں کی بعض بیواؤں اور اسی طرح یتیموں کو وظیفے دے رہے ہیں۔ اور اسی طرح دوسرے ذرائع سے بھی وہ ان کی امداد کرتے رہتے ہیں اور پھر انہوں نے ڈیڑھ سو یا اڑھائی سو کا ذکر کر کے فرمایا کہ میں اس قدر سفارشیں اب تک جماعت کے ذمہ دار ارکان کے پاس بھجوا چکا ہوں اور انہوں نے حتی المقدور ان تمام لوگوں کی ضروریات پوری کی ہیں۔ جو لوگ میرے رقعے لے کر ان کے پاس آتے رہے انہوں نے ان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا یہ بات نہایت ہی قابل قدر ہے کہ وہ ہر آنے والے کے آگے آنکھیں بچھا دیتے ہیں۔ اور بڑی محبت اور پریم سے ان سے ملتے اور بڑی تعظیم کے ساتھ ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں ہم اپنے محترم دوست کی اس بے لاگ اور محبت بھری رائے اور اظہار حقیقت کے متعلق تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا اظہار کیا ہے۔ حقیقت شناس اور دور بین اور غیر متعصب نگاہ رکھنے والے انسان سے اسی بات کی امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ جانبداری سے الگ ہو کر ان باتوں کو دیکھے اور ان کی قدر کرے جو قوموں کے تفرقہ کو مٹا کر انہیں اتحاد و پریم اور محبت پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

اگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان ایک مخلوق ہے۔ اور اس کا کوئی خالق اور رزق دینے والا مالک اور زندہ خدا موجود ہے۔ جس کے بے شمار احسانات کا شکریہ ادا کرنا اور اس سے محبت کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ انسان کا سب سے بڑا محسن ہے۔ اسی نے انسان کے لئے آسمان و زمین اور کائنات ارضی و سماوی اور ان تمام اشیاء کو جو ان کے اندر ہیں۔ اس کی جملہ جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کا اور کون محسن ہو سکتا ہے انسان کی انسانیت کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ اپنے محسن سے محبت اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا شخص کوئی معمولی سی چیز بھی دے دیتا ہے۔ اور اس لینے والے کے اندر اگر کچھ بھی انسانیت کا مادہ ہوتا ہے تو وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ وہ اس کا بار بار ذکر کرتا ہے۔ اس کی محبت اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اور موقعہ ملنے پر اس کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔ اور اس کے اس احسان کا مختلف رنگوں میں ذکر کر کے اس کے احسان کی قدر کرتا ہے خدا تعالیٰ انسان کا سب سے بڑا آقا ہے۔ اور نہ صرف آقا بلکہ محسن آقا ہے۔ اس کا احسان اس پر اتنا بڑا ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسری جگہ ملنی محال ہے

پس جب خدا تعالیٰ سے بڑھ کر انسان کا اور کوئی محسن نہیں تو کیا وجہ ہے کہ انسان کے دل میں اپنے سب سے بڑے محسن کی محبت نہ پیدا ہو اس کی زبان پر اس کا ذکر جاری نہ ہو۔ اور وہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور مختلف رنگوں میں اس کا اظہار کر کے اس کی قدر نہ کرے۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان کے معمولی سے احسان کی قدر کرنا اپنے لئے ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اس کا اظہار وہ اپنی زبان قلب و روح و اعضاء کے ذریعہ سے اور نہ کرنا احسان فراموشی خیال کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے معاملہ میں وہ اس چیز کو کیوں بھول جاتا ہے۔ وہ تو اس کے احسان کے بار گراں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اس کا کوئی وقت کوئی ساعت کوئی لمحہ کوئی آن ایسی نہیں جس میں اسے اس کا احسان نہ پہنچ رہا ہو پھر وہ کیوں اسے ہر وقت یاد نہ کرے اور اس کے ساتھ اپنی محبت و تعلق کو آشکار نہ کرے وہ کیوں اس سے غافل رہے۔ اس کی زبان۔ دل و اعضاء پر کیوں اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ وہ کیوں ہر وقت شکر گزار بندہ نہ بنا رہے۔

آنحضرت صلعم سے کسی نے ذکر کیا کہ یا رسول اللہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ پر تو خدا کا بڑا فضل ہے۔ آپ کو عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ افلا اکون عبداً شکوراً کہ جب مجھ پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر فضل و احسان ہے۔ تو میں اس وجہ سے کیوں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

پس مسجد یا دیگر معبدوں میں جا کر نماز پڑھنا اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا کیا چیز ہے۔ وہ یہی شکر گذاری تو ہے۔ جب بندہ اپنے سب سے بڑے محسن آقا کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اگر نماز کے نتیجہ میں انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب یا اس کی طرف سے وحی۔ الہام۔ کلام۔ کشوف۔ رؤیا صالحہ نہ بھی حاصل ہوں تو بھی یہ چیز اس شکر گذاری کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ جو بندہ پر خدا کے لئے لازم ہے اگر کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے لئے شکر گذار نہ ہونا قابل تحسین نہیں بلکہ ایسا قابل نفرت فعل ہے جو اسے لوگوں کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کا شکر گذار نہ ہونا بھی اسے خدا کی نظروں میں قابل نفرت بنا دیتا ہے۔ ایسا انسان کبھی بھی اپنے محسن آقا کی نگاہ میں عزت کے لائق نہیں ٹھہر سکتا۔

پھر یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ عدم شکر گذاری انسان کو مزید احسان سے محروم کر دیتی ہے۔ اور شکر گذار ہونا آئندہ پہلے سے بڑھ کر انعامات کا وارث بنا سکتا ہے پس اگر انسان خدا تعالیٰ کا شکر گذار نہیں بنتا تو وہ مزید کسی احسان کا بھی مستحق نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ شکر گذاری و ناشکری کا کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ یعنی اگر تم میرے احسانات کی قدر کرو گے اور میرے شکر گذار بنو گے تو مجھے میری ذات کی قسم ہے کہ میں تمہیں اور بہت کچھ دوں گا۔ لیکن اگر تم ان احسانات کی قدر نہ کرو گے اور ان کے لئے میرے شکر گذار نہ ہو گے تو میرا عذاب شدید تمہیں پہنچے گا۔ اور تم سے وہ انعامات چھین لئے جائیں گے۔

نیز یہ عبادت خدا تعالیٰ کے قرب و تعلق و معرفت و گیان کا بہترین ذریعہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نماز انسان کا معراج ہے۔ یعنی وہ اس کے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے بطور سیڑھی کے ہے۔ اس کے ذریعے

پس مسجدوں و عبادت گاہوں میں جانا بھی اپنے اندر بہت بڑی حکمت و فوائد رکھتا ہے۔ وہاں جا کر اگر انسان اپنے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تو اپنے دوسرے محتاج بھائیوں کے لئے بھی خدا کے حضور التجائیں پیش کرتا ہے وہ ان کے لئے اس کے حضور روتا ہے۔ انکساری دکھاتا ہے انکی حاجات اس کے سامنے پیش کر کے انکے پورا کرنے کی اس سے پرزور درخواست کرتا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کا ہر انسان دعاؤں کا محتاج ہے۔ کوئی ایسا انسان نہیں جو دعاؤں کا محتاج نہیں۔ اگر کسی کو مال کی ضرورت ہے۔ تو کوئی دوسری ضروریات کے لئے امداد کا خواہاں ہے۔ کوئی بیمار ہے۔ تو کوئی مقدمہ میں گرفتار ہے کسی کو علم کی ضرورت ہے اور وہ اس کا طالب ہے تو کوئی اولاد کے لئے سرگرداں ہے۔ غرضیکہ دنیا میں لوگوں کو گوناگوں ضروریات و حاجات درپیش ہیں۔ کوئی اپنی تجارت کی کامیابی کے لئے حیران ہے اور سبھی انسان خدا تعالیٰ کی امداد و توجہ کے محتاج ہیں۔ عبادت گاہوں میں جانے والا دنیا کا سچا ہمدرد یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ صرف اپنے لئے دعا کرے اور دوسروں کو اپنی دعاؤں سے محروم رکھے۔ اس کی دعائیں تو ساری دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ اس کی ذات کے علاوہ تمام دنیا کو اس کی دعاؤں سے فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔

پس یہ عبادت گاہوں میں جانا بھی ویسا ہی قابل قدر ہے جیسا کہ ظاہری طور پر کسی حاجت مند کی حاجت روائی کرنا۔ کیونکہ ان میں سے اگر ایک مادی امداد ہے۔ تو دوسری روحانی اور روحانی امداد و خدمت خلق ظاہری امداد و خدمت خلق سے مقدم و افضل ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کی مادی امداد نہ کر سکے اور اس کیلئے یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ اس کا بھلا کرے تو اس کا ایسا کرنا روپیہ پیسے والی امداد کے مقابلہ میں کہیں بڑھ کر ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر تم کسی کی مالی امداد نہ کر سکو تو اسے کلمہ خیر ہی کہہ دو۔ امداد و خیر حاصل کرنے کے لئے ہی تو انسان دوسروں کی امداد کرتا ہے آخر ایک انسان دوسرے کی مدد کیوں کرتا ہے۔ اسی لئے کہ وہ بھی اس کے خدا کا بندہ ہے۔ اور اگر یہ اس کی مدد کرے گا۔ تو وہ خوش ہو کر اس کے لئے دعائے خیر کرے گا۔

نیز اس کی ایسی امداد سے خدا تعالیٰ بھی خوش ہوگا اور اس کی مدد کرے گا۔ انسان کی طاقتیں کمزور و محدود ہیں وہ ہمیشہ خدا کی مدد کا محتاج رہتا ہے۔ اس لئے وہ دوسروں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کرتا رہتا ہے۔ حضرت بانی اسلام علیہ السلام نے فرمایا ہے الدعاء مخ العبادۃ کہ دعا عبادت کا مغز اور اس کی روح ہے۔ اس کے بغیر عبادت ہیچ محض ہے ایک انسان مسجد میں جا کر جہاں خدا تعالیٰ کے آگے اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور پھر اپنے لئے اس کی مدد کے حصول کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ وہاں وہ اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے دوسرے بے شمار بندوں کے لئے ایسی دعائیں کرتا ہے جن کے مقابلہ پر ظاہری امداد کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

پس مسجد میں جانا نہ صرف اس شخص کے اپنے لئے مفید ہے بلکہ وہ اس کے دوسرے بھائیوں کے لئے بھی بڑی کارآمد چیز ہے۔ وہ ان کی دین و دنیا میں بہتری کے لئے خدا کے حضور التجائیں کرتا ہے۔ ان کے لئے اپنی سچی تڑپ اس کے سامنے رکھتا ہے پس مسجدوں کی حاضری ظاہر بینوں کی نظر میں گو معمولی چیز ہو مگر حقیقت شناس نگاہوں کے نزدیک وہ نہ صرف مسجد میں جانے والے کے لئے اکسیر ہے بلکہ وہ ساری مخلوق کے لئے کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے۔ پس یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ نماز صرف نمازی ہی کے لئے مفید ہوگی۔ دوسروں کے لئے یہ چیز بے معنی ہے بلکہ وہ دعا کرنے والے کے لئے بھی ہے اور باقی ساری دنیا کے لئے بھی اس کے اثرات سے دنیا کا کوئی بھی انسان باہر نہیں رہ سکتا۔ سچے مسلمان نماز میں جو دعائیں کرتے ہیں۔ ان میں وہ کسی کو بھی باہر نہیں رہنے دیتے۔ وہ اپنی دعاؤں میں سب کو شامل کر کے سب کے لئے سلامتی کے طلبگار رہتے ہیں۔

جس طرح اخلاق فاضلہ انسان کے لئے ضروری ہیں جس طرح خدمت خلق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا اس کے لئے موجب رحمت ہے۔ اس طرح یہ دوسرا حصہ بھی لازمی بلکہ پہلے حصہ سے زیادہ اہم ہے۔ اگر بندوں کے حقوق ادا کرنے لازمی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے بھی اسی طرح ضروری بلکہ اولیٰ ہیں۔ جب تک انسان مذکورہ بالا دونوں قسم کے حقوق ادا نہ کرے وہ انسانیت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا خدا تعالیٰ کے حقوق میں سے ایک عبادت بھی ہے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے ان کے لئے دعا بھی ہے جو عبادت کی جڑ ہے اسلام نے انسان کی نجات کے لئے عمل صالح کی شرط رکھی ہے اور عمل صالح وہ عمل ہے جو موقع و محل اور وقت کے تقاضا کو پورا کرے اگر کوئی عمل اس کے خلاف ہوتا ہے تو گو وہ اپنی ذات میں کس قدر ہی اعلیٰ نیکی ہو۔ مگر وہ عمل صالح نہیں اگر کسی کے والدین کا بڑھاپا اور کمزوری و لاچاری خدمت و مدارات کا تقاضا کرتی ہے۔ تو ان کی اولاد کے لئے دوسرے کام چھوڑ کر ان کی خدمت کرنا ہی نیکی و عمل صالح ہوگا۔ اگر ایک شخص کے پڑوسی کے گھر کو آگ لگ رہی ہے۔ مگر وہ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑا جا رہا ہے۔ اور اس آگ کے بجھانے کی فکر نہیں کرتا۔ تو اس کی نماز ہرگز عمل صالح نہیں کہلا سکتی۔ اگر کسی کے اہل محلہ بھوک سے مر رہے ہوں اور وہ خدمت خلق سے لاپرواہ ہو کر حج کے لئے روانہ ہو جاتا اور ان کی خبر نہیں لیتا۔ تو اس کا حج بے معنی ہے۔ اس وقت خدمت خلق اور رفاہیت عوام کا کام ہی اعلیٰ درجہ کی نیکی متصور ہوگا مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ خدمت خلق کے قابل قدر جذبہ کے وقت نیکی کے دوسرے کاموں سے غافل ہو جائے اور وہ صرف لوگوں کی عملی امداد تو کرے مگر ان کے لئے خدا کے حضور حاضر ہو کر دعا نہ کرے۔ اور ان کی ضروریات کے پورا کرنے کا مستقل مداوا حقیقی معالج سے نہ چاہے وہ بیمار کو دوا تو پلا دے اور اس کے لئے ڈاکٹر کو بلا کر تو لا دے مگر اس کی کامل صحت یابی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا نہ ہو۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ مسجدوں میں اصل کام نماز ہے۔ نماز کی اصل روح دعا ہے۔ اور دعاؤں میں سے بہترین دعائیں وہ ہیں جو دوسروں کی بہبودی و بہتری کے لئے کی جائیں۔

پس خدمت خلق کے ظاہری جذبہ و عمل کے ساتھ ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ خدمت خلق سے بھی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ خدمت خلق کا دائرہ محدود ہے۔ اگر انسان کے بدن کے ایک حصہ کے لئے جوتا کی ضرورت ہے۔ اور دوسرے کے لئے کرتہ کی تو سر کے لئے پگڑی کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے ہی نمازوں و مسجدوں کی حاضری کا سوال ہے۔ وہ خدمت خلق کے اجزا کی طرح ہے۔ اگر خدمت خلق کو ایک چھلکا قرار دیا جائے تو دعائیں و نمازیں اس کا مغز ہوں گی۔ پس ایک کی ضرورت دوسرے کی ضرورت کو رد نہیں کرتی۔ خدمت خلق اور نفع عام اپنی جگہ ضروری ہے۔ اور عبادتیں اور ان میں دنیا کی خیر خواہی و ہمدردی کے لئے دعا دیپار تھتا اپنی جگہ اشد ضروری ہے جس طرح چھلکے کے بغیر مغز محفوظ نہیں رہتا اسی طرح مغز کے بغیر نرا چھلکا کچھ چیز نہیں۔ نہ جسم کے بغیر روح کچھ چیز ہے اور نہ روح کے بغیر جسم قائم رہ سکتا ہے۔ صدقہ و خیرات اور دوسروں سے ہمدردی و مدارات اگر ضروری ہے اگر مظلوموں محتاجوں کی امداد کے بغیر انسانیت انسانیت نہیں اور انسان اپنے انسان بننے کے لئے ان چیزوں کا محتاج ہے تو وہ دوسروں کے لئے دعائیں کرنے کا بھی ویسا ہی محتاج ہے

پس خدمت خلق اور اعلاقی غامضہ اور دوسروں سے حقیقی ہمدردی اور انسان کے لئے دعا کرنا دونوں ہی انسانی زندگی کے مقصد اور نصب العین میں داخل ہیں۔ ان میں سے کسی کو کبھی کسی وقت حقیر قرار نہیں دیا جا سکتا چنانچہ اسلام نے ان دونوں پر زور دیا ہے۔

پس ہماری جماعت اگر دوسروں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھ کر ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرتی ہے تو وہ یہ بھی اپنا فرض سمجھتی ہے کہ وہ دوسروں کی مستقل دینی و دنیوی اور اخروی بھلائی کے لئے رات دن دعاؤں میں مصروف رہے۔ اور وہ اپنی پنجگانہ عبادتوں میں اس کا التزام کرے چنانچہ وہ رات دن اس دوسری خدمت کی بجا آوری میں بھی کوشاں و مصروف ہے اگر کوئی شخص یا قوم خدمت خلق کی طرف سے غافل ہو کر یا اسے نظر انداز کر کے باوجود طاقت و استطاعت کے اس سے لاپرواہ ہو کر صرف نمازوں ہی میں لگی رہتی ہے تو یہ بھی اس کی غلطی ہے۔ پس نہ تو صرف خدمت خلق اپنی ذات میں کافی ہے۔ اور نہ صرف نمازیں ہی۔ بلکہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ضروری و کارآمد ہیں۔ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ ان دونوں پر زور دیتی ہے یہ جماعت احمدیہ ہی کی نمازوں اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ عبادت و ریش کر سکیں اور اسلام کی غلامی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ مغربی اقوام اور دجالی جیسی قوم کا تسلط دور کر لینا عبادت و اسیروں کے بس کا روگ نہ تھا حدیث میں آتا ہے کہ دجال کا غلبہ ایسا سخت ہوگا۔ کہ کوئی قوم اس کا مقابلہ نہ کر سکے گی مگر یہ بیت لوگ کہتے ہیں ذوب المسیح فی الماء کہ دجال مسیح کے سامنے اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں۔ اللہ تعالیٰ (باقی صفحہ پر)

بقیہ حاشیہ: خدا تعالیٰ اسپر ظاہر ہوتا ہے اور اسے اپنے کلام سے مشرف فرماتا ہے اسپر اپنی تجلی ظاہر فرماتا ہے یہ وہ اعلیٰ ترین عظیم الشان انقلاب ہے جو اس کے ذریعہ ہے

تبت کا سلسلہ دلائی لامہ

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

ابھی ہم ہندوستانیوں نے تبت کے ایک بلند مرتبہ روحانی لیڈر دلائی لامہ کا استقبال کیا ہے۔ لیکن ابھی تک ہندوستان کے اکثر افراد دلائی لامہ کے مقام و منصب سے ناواقف ہیں۔ ہم میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو یہ جانتے ہوں کہ دلائی لامہ تبت کے بودھ ازم کا ایک روحانی سلسلہ ہے۔ جو اس مادی دنیا میں محض ایک مضبوط عقیدہ کے بل بوتے پر قائم ہے جہاتما گوتم بودھ کے ماننے والے مسئلہ حلول و تناسخ پر یقین رکھتے ہیں۔ خود جہاتما گوتم بدھ کے متعلق ان کا اعتقاد ہے کہ وہ بار بار جنم لیا کرتے ہیں۔ اور ہر پانچ سو سال کے بعد اوتار لے کر اپنے دھرم کی کچھ اصلاح کر جاتے ہیں۔ اگر اس عقیدہ کی تعریف صفاتی ظہور سے کی جائے۔ تو اسی کو ہم نظریہ ظل و بروز کہہ سکتے ہیں۔ جس کے بغیر کسی مذہب کی بقاء ممکن نہیں۔ اور اگر ان کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پھر امتِ محمدیہ کے سچے نفس اولیاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر نظر ڈالی جائے تو جہاتما گوتما بودھ کے اس قول کی صداقت مشاہدہ میں آجاتی ہے۔ لیکن تین صدیوں سے دلائی لامہ کی صورت میں جس طرح اس سلسلہ کو جاری رکھا گیا ہے۔ وہ مذہبی عجائبات میں سے ایک ہے۔

چین میں بودھ ازم

چین میں بودھ ازم ۳۰۰ء میں ہی داخل ہو گیا تھا۔ جب منگئی خاں نے اپنے ایک خواب کی بناء پر اس دھرم کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد یہ مذہب آہستہ آہستہ چین میں پھیلتا رہا۔ لیکن آخیر تیرھویں صدی میں مغل بادشاہ قبلئی خاں نے تبت کے ایک بودھ عالم کو اپنے دربار میں بلا کر بودھ مت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اور اس دھرم کو قبول کر لیا۔ اس مذہبی ارادت کے باعث اس نے تبت کو آزاد کر دیا۔ اور لامہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا۔

سلسلہ دلائی لامہ

ان کے بعد جب دوسرے لامہ گاڈن ڈرپا Gedun Gyatsho گدی پر بیٹھے۔ تو وہ ماورزا دولی کے نام سے مشہور ہو۔ کہ ان میں بچپن ہی سے روحانی طاقتیں پائی جاتی تھیں۔ ان کے بعد گدی نشینی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ۱۵۴۲ء میں یہ خیال کیا گیا کہ ان کی روح ایک بچے میں حلول کر آئی ہے۔ چنانچہ اسی بچہ کو دوسرے لامہ کی گدی پر بٹھایا گیا۔ اور یہ تیسرے لامہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کے زمانہ میں اس سلسلہ کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ انہوں نے دلائی لامہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

بودھ لٹریچر کی اصطلاح میں لامہ جہاتما گوتم کے دوسرے جنم کو کہتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان کے ہر اوتار کو یہی خطاب دیا گیا۔ ابھی جس دلائی لامہ نے بھارت کی زیارت کی ہے وہ اس سلسلہ کے چودھویں لامہ ہیں۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ تبت میں یہ سلسلہ تین سو برس سے قائم ہے۔ بھارت تبت کا پڑوسی ہے یہیں جہاتما گوتم بودھ کا مولد و مدفن ہے اور آج اسی ملک میں بودھوں کے سات متبرک استھان پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ پہلے دلائی لامہ ہیں جنہوں نے ان متبرک استھانوں کی زیارت کی ہے۔ مسلمانوں کو مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کا شوق زیارت جس طرح بے چین کئے دیتا ہے اس کے پیشِ نظر وہ یہ بات سنکر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

حالات دلائی لامہ

کہتے ہیں کہ تیرہ لاموں کو نروان یعنی نجات کامل کا مقام حاصل ہو چکا ہے۔ ان میں پانچویں اور تیرھویں لامہ کا مقام سب سے اونچا مانا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان دونوں رہنماؤں نے مذہب کے ساتھ ہی ملکی معاملات میں بھی نمایاں حصہ لیا۔

پانچویں لامہ نے باغیوں کی سرکوبی کر کے ان سے اپنے اختیارات منوائے۔ لاسہ میں پوٹالا محل Potala بنوایا۔ جو دلائی لامہ کی سرکاری رہائش گاہ ہے۔ اور غیر ملکی مبلغوں کو تبت میں تبلیغ کی اجازت دی۔

تیرھویں لامہ کی زندگی بڑی مشکلات میں گزری۔ انہیں دس سال کے اندر دو مرتبہ جلا وطن ہونا پڑا۔

پہلی مرتبہ جب برٹش انڈیا گورنمنٹ نے روس کے اثر سے چین اور تبت کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک سفارت ینگ ہسبنڈ کے ماتحت بھیجی۔ اور گفتگو کسی نتیجہ خیز مرحلہ پر نہ پہنچی تو انگریزوں نے تبت کے خلاف فوجی کارروائی کی۔ بے چارے دلائی لامہ نے مجبور ہو کر مصالحت کر لی۔ لیکن چین نے یہ صورت حال دیکھ کر خطرہ محسوس کیا۔ اور تبت کو انگریزوں سے اثر سے آزاد کرنے کے لئے تبت کے خلاف فوج کشی کی۔ اس وقت یہ دلائی لامہ منگولیا کی طرف چلے گئے۔ پھر جب ۱۹۱۰ء میں چینیوں نے تبت پر چڑھائی کی تو یہ بھارت کی طرف چلے آئے۔

چھٹا دلائی لامہ بڑا صاحب اعزاز و دولت آدمی تھا۔ مگر شراب اور عورت کی طرف بہت میلان رکھتا تھا۔ اس لئے اس کو ۱۷۰۶ء میں معزول کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ لاموں نے اس کے انتخاب میں غلطی کی تھی۔ دراصل وہ پانچویں لامہ کا اوتار نہ تھا۔

اس کے بعد ایک ۲۵ سالہ نوجوان کو اس تخت پر بٹھایا گیا۔ جس کے متعلق یہ خیال کیا گیا کہ درحقیقت یہی پانچویں لامہ کے اوتار ہیں۔ مگر ان کے انتخاب سے تبت کے بودھی دو گروہوں میں بٹ گئے۔ اور دونوں کے درمیان خونریز جنگ ہوئی۔ اور ملک دلائی لامہ کے کنٹرول سے باہر ہو گیا۔

ان کے بعد جو دلائی لامہ گدی پر بیٹھائے گئے ان میں سے چار نو عمری ہی مرتے چلے گئے۔ چاروں بالترتیب ۱۱ سال، ۲۳ سال ۱۷ سال اور بارہ سال کی عمر میں قضا کر گئے۔ ان لاموں کی موت میں چینیوں کی سازش کا شبہ کیا گیا۔ خیال کیا گیا کہ چینیوں کو دلائی لامہ کا اقتدار عمل ناپسند ہے۔ اسی لئے اس سلسلہ کو ختم کرنا چاہا ہے۔

گوشت خوری

بودھ مت میں اہنسا کو سب سے اونچا دھرم مانا گیا ہے۔ اور اس کی تفسیر میں بعض اوقات ایسے غلو سے کام لیا گیا ہے کہ سانپ اور بچھو کو بھی مارنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ مگر یہ سنکر تعجب ہوگا کہ تبت کے دلائی لامہ جو جہاتما گوتم بودھ کے بڑے اوتار سمجھے جاتے ہیں۔ وہ گوشت کھاتے ہیں۔ اس روحانی لیڈر کے عمل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ بودھ مت میں گوشت خوری حرام مطلق نہیں لیکن انڈونیشیا کے ملک میں گوشت خوری کے جواز پر ایک اور اندرونی شہادت کا انکشاف ہوا ہے، وہ یہ کہ مئی ۱۹۵۶ء میں جب جہاتما گوتم بودھ کی پچیس سالہ یادگار منائی گئی۔ تو سیلون کے ایک مشہور بھکشو کاساپا نے تمام لاموں کے نام ایک چیلنج شائع کر کے بودھوں کی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کا یہ چیلنج مورخہ ۵ رمئی ۱۹۵۶ء کو ٹائمز آف سیلون میں چھپا۔ جس کو سیلون سے شائع ہونے والے جماعت احمدیہ کے آرگن Message نے جون کے ایڈیشن میں نقل کیا۔ وہ چیلنج یہ ہے۔ بھکشو کاساپا نے تمام لاموں کو چیلنج دیتے ہوئے لکھا کہ:-

"جہاتما گوتم بودھ کا کوئی ایک قول دکھایا جائے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ان کے نزدیک گوشت خوری حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوشت خوری کی ممانعت ہندو ازم میں ہو سکتی ہے۔ بودھ ازم میں نہیں بودھوں نے گوشت خوری کی مخالفت کر کے ذہنی و عملی طور پر ہندو ازم کو قبول کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ گوشت کھایا کرتے تھے۔ انہوں نے گوشت مچھلی سب کھائی ہیں اس کا ثبوت Anguttara Nikaya (انگتر نکایا) میں موجود ہے؟"

عملاً تو بودھ مت کا بیشتر حصہ کثرت سے گوشت کھاتا ہے۔ لیکن آج کل علمی نظری اعتبار سے یہ مسئلہ مابہ النزاع بنا ہوا ہے۔ اور اب ایک طبقہ کا یہ رجحان ہے کہ گوتم بدھ نے کھانے پینے کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دی۔ اس کو لوگوں کے مذاق و ماحول پر چھوڑ دیا ہے۔

خود گوتم بدھ کا سا رناتھ والا اپدیش جو ان کے سنگھ یا جماعت کی سنگ بنیاد ہے اس میں گوشت خوری کی مذمت نہیں کی گئی بلکہ دل کی گندگی کو گندگی قرار دیا گیا ہے۔ دراصل یہ اپدیش برہمن ازم پر ایک طنز تھا۔ جس میں طرح طرح کی اندرونی گندگیاں پائی جاتی تھیں۔ مگر سب سے بڑا گنہگار گوشت خور سمجھا جاتا تھا۔

دلائی لامہ اور عورت

بودھ مت میں عورتیں روحانیت کے لئے حجاب سمجھی گئی ہیں۔ جہاتما گوتم بدھ نے جب اپنے سنگھ کی بنیاد ڈالی تو اس سے عورتوں کو الگ رکھا گیا۔ اور ابتداً عورتوں کی درخواستوں کے باوجود ان کو سنگھ میں نہیں لیا گیا۔ لیکن کہتے ہیں کہ ان کے شاگرد آنند عورتوں کو سنگھ میں لینا چاہتے تھے۔ انہیں کے اصرار پر بودھ جی نے عورتوں کو سنگھ میں آنے کی اجازت دی۔ لیکن اس اجازت کے بعد جہاتما گوتم بودھ آنند سے یوں مخاطب ہوئے

"اے آنند! اگر عورتوں کو اس سنگھ میں آنے کی اجازت نہ دی جاتی تو اس دھرم کی عمر بہت دراز ہوتی مگر اب کہ عورتوں کو اس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ یہ دھرم صرف پانچ سو سال تک قائم رہے گا"

ہمارے نزدیک اُن کی یہ پیشگوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد پوری ہوگئی عورتوں کے متعلق ایک مرتبہ آنند نے بودھ دیوجی سے چند سوالات کئے۔

آنند۔ بھگوان ہم عورتوں کو کن نظروں سے دیکھیں۔

بھگوان۔ تم ان کو دیکھو ہی نہیں

آنند۔ لیکن اگر وہ ہماری طرف دیکھیں تو ہم کیا کریں۔

بھگوان۔ تم چپ رہو۔

آنند۔ اور اگر وہ ہم سے بولیں تو ہم کیا کریں

بھگوان۔ تو تم ہوشیار رہو۔

ان کی سرکاری رہائش گاہ پوٹالا میں ان کی حقیقی بہنوں کو بھی آنے کی اجازت نہیں۔

لیکن نئی پریس مورخہ ۲۰ دسمبر کی خبر ہے کہ ۱۷ دسمبر کو دلائی لامہ اور پنچن لامہ نے مدراس میں ایک تامل فلم کے سیٹ دکھا کر گیت کے ساتھ فوٹو کھچوائے۔ نئی پریس نے بھی اس کو ان کی زندگی کا پہلا تجربہ قرار دیا ہے اس خبر میں یہ بھی درج ہے کہ ان دونوں لاموں نے ایک فلم "Voice of India" بھی دیکھی۔

بودھوں کی روایات کے مطابق گوتم بودھ کے نزدیک عورتوں کی جو حیثیت تھی وہ مذکورہ بالا مکالمہ سے معلوم ہو جاتی ہے آج تبت کے دلائی لامہ جو تاگوتم بودھ کی اس نصیحت پر پورا پورا عمل کرتے ہیں۔ وہ شادی نہیں کرتے عورتوں سے میل ملاپ نہیں رکھتے۔ ان کی سرکاری رہائش گاہ پوٹالا میں ان کی حقیقی بہنوں کو بھی آنے کی اجازت نہیں۔

اس حقیقت نے ناظر کی یہ بے بسی دیکھ کر ہر دردمند انسان کے دل میں اس محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس نے دنیا کو قرآن مجید اور اپنی سنت مطہرہ جیسی نعمت دی۔ جس کے سایہ میں آکر عورتیں روحانیت کے لئے حجاب بننے کی بجائے خدیجہ۔ عائشہ اور رابعہ جیسی بصری بن گئیں۔

طریق انتخاب دلائی لامہ کا طریق انتخاب بہت دلچسپ ہے۔

جب کسی دلائی لامہ کا انتقال ہو جاتا ہے تو سارے تبت میں ایک عجیب روحانی امید و انتظار کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ دلائی لامہ اپنی موت کے بعد ہی پھر کسی دوسرے بچہ کی شکل میں جنم لے لیتے ہیں۔ اسی لئے سارے تبت میں ایسے بچے کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ جس پر ان کی روح حلول کر آئی ہو۔ ایسے بچے کی ظاہری علامات یہ قرار دی گئی ہیں۔ کہ اس کے پیر پر شیر ساہوہ آ کی کھال کی طرح نشان ہوں ایک ہتھیلی کی لکیریں مٹی ہوں۔ دونوں کندھوں پر گوشت کے ٹکڑے ہوں آنکھیں اور بھویں لمبی اور اوپر کو اٹھی ہوں۔ لیکن جب یہ علامات کسی لڑکے میں نہیں ملتیں تو پھر بچے کی عادات و خصائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جو اپنی عادات و شمائل میں سابقہ دلائی لامہ سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے حق میں لاموں کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ان کو چار برس کی عمر میں سرکاری رہائش گاہ پوٹالا میں لایا جاتا ہے۔ اور ان کو مقدس، قادر اللسان پاک ذہن اور بحر العلوم وغیرہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا شاہانہ طور پر انتظام کیا جاتا ہے۔

یہ لامہ جو اس وقت ہمارے ملک کی زیارت کر رہے ہیں۔ ان کا انتخاب اس طرح عمل میں آیا کہ تیرھویں لامہ کی وفات کے بعد بعض قرائن سے لاموں کو معلوم ہوا کہ اب یہ تبت کے شمال مشرق میں ظہور فرمائیں گے۔ قرائن یہ تھے کہ جب تیرھویں لامہ کا انتقال ہوا۔ تو ان کا منہ جنوب کی جانب تھا۔ لیکن جب تازہ نمک ڈالنے کے لئے ان کا تابوت کھولا گیا۔ تو ان کا منہ شمال کی طرف پایا گیا۔ ساتھ ہی قوس قزح اور بہت سے بادل اسی طرف جاتے ہوئے دیکھے گئے۔ اسی قرینہ کے ماتحت جب ڈھونڈنے والی پارٹی اس سمت کو روانہ ہوئی۔ تو بڑی تلاش و جستجو کے بعد ۱۹۳۷ء میں سیننگ صوبہ کوکونور کے پاس ایک غریب تبتی کسان کے گھر میں ایک بچہ پایا گیا منجملہ اور نشانوں کے بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ پارٹی اس کسان کے گھر پہنچی۔ تو وہ دو برس کا شیر خوار بچہ ان کو دیکھتے ہی لامہ لامہ چلانے لگا۔ اس کے سوا بھی اس میں تیرھویں لامہ کی اور بہت سی علامتیں پائی گئیں۔ لوگوں کو یقین آگیا کہ تیرھویں لامہ کی روح اسی بچے میں حلول کر آئی ہے۔ چنانچہ رسم کے مطابق انہیں تین سال یعنی فروری ۱۹۴۰ء میں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ پوٹالا محل لایا گیا۔

پنچن لامہ پنچن لامہ جو دلائی لامہ کے ساتھ بھارت کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ یہ دلائی لامہ کے نائب ہوتے ہیں۔ دلائی لامہ مطلق العنان فرماں روا ہوتے تھے۔ لیکن اب عوامی چین نے ان کے سارے اختیارات چھین لئے ہیں۔ اور ان کی حیثیت محض ایک مذہبی رہنما کی رہ گئی ہے۔

ہندو دھرم شاستروں میں تبت کی سرزمین روحانی عجائبات کے لئے مشہور ہے سلسلہ دلائی لامہ بھی انہیں عجائبات میں سے ایک ہے ہمارے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو نے فرمایا تھا کہ ہم نے دلائی لامہ کا استقبال کر کے ایک نیا تجربہ حاصل کیا ہے۔ آپ کا یہ قول ہر اعتبار سے درست معلوم ہوتا ہے۔

دلائی لامہ کا جو طریق انتخاب ہے ہم تو اس کی ظاہری حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ لیکن اگر اس پر سیاسی نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انتخاب کا یہ طریق بڑی حکمت و دور اندیشی پر مبنی ہے اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ دینی و دنیوی رعایت کسی ایک قوم یا نسل کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی۔ اور خلافت یا حکومت خاندانی یا موروثی ہونے سے بچ جاتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اسلام اور بودھ مت کے اصول میں جہاں اور بہت سی مطابقتیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں ایک مطابقت یہ بھی ہے۔ نظام تبلیغ۔ مساوات۔ اور خلافت جمہوریت کے باب میں بڑا اتفاق نظر آتا ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ بودھ لٹریچر میں یہ روایت جو ملی آتی ہے کہ گوتم بودھ بار بار جنم لیا کرتے ہیں۔ اگر اسے اصول تناسخ کے دائرہ کے ماتحت دیکھا جائے۔ تو مشاہدہ و تجربہ کے عالم میں یہ روایت بالکل صحیح نظر آتی ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مجددین امت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اس روایت کی صحت پر روشنی ڈالتی ہے ۔

خدمت خلق بقیہ صفحہ ۸

نے حضرت مسیح قادیانی کی رشتہ ثانی کی دعائوں کے نتیجہ میں آپ کو اپنے الہام سے قبل از وقت انگریزی حکومت کے اقتدار و اضمحلال کے متعلق اسی حسب ذیل الفاظ میں خبر دے دی تھی اور فرمایا تھا۔

"سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"

گو اہل وطن نے بھی آزادی کے لئے اپنی طرف سے کوششیں کیں۔ جن سے کسی کو انکار نہیں مگر ان کوششوں میں سے بعض صحیح لائن پر جاری نہ تھیں۔ اور نہ ہی وہ اس اہم بالشان کام کی سرانجام دہی کے لئے کافی اور کارگر تھیں۔ ان کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کی غیر معمولی نمازیں اور دعائیں اور نیز اخلاقی دباؤ اور اندرونی صحیح کوششیں اپنا کام کر رہی تھیں جو آخر کامیاب ہوئیں۔ ان کے بغیر کامیابی موجودہ دور میں قطعاً ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی۔ کوئی اسے مانے یا نہ مانے حقیقت یہی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہمام نے آزادی سے تین قبل جبکہ گاندھی جی جب وہ آزادی کی کوششوں کے سلسلہ میں لگے ہوئے تھے یہ اطلاع دی تھی۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام سے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ آپ کو کوئی ایسی لائن اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اخلاقی یا سیاسی لحاظ سے درست نہ ہو یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کر سکتا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برادران وطن کی آنکھیں کھولے کہ وہ جس طرح ملکی خدمات کو اہل وطن کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی رضا کو حاصل کرنا بھی ضروری سمجھیں۔

منقولات

آج کی جمہوریت

واشنگٹن ۱۸ دسمبر آج مسٹر نہرو اور صدر آئزن ہاور کے درمیان گٹیسبرگ فارم پر مشورتی گفتگوئیں شروع ہوئیں فارم میں حفاظتی اقدام بہت اختیار کئے گئے تھے۔

فارم میں داخل ہونے والی ہر سڑک پر پہرا لگا دیا گیا تھا، اور خفیہ پولیس کے مسلح سپاہی ہر جگہ کھڑے ہوئے اندر داخل ہونے والوں کو روک رہے تھے۔

پورے فارم کے گرد بجلی کے تار دوڑا دیئے گئے تھے۔ کہ اگر کوئی خفیہ طور پر داخل ہونا چاہتا، تو پورے فارم میں گھنٹیاں بجنے لگتیں اور یہ امریکہ، مہذب دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے! ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ عمر فاروقؓ اپنے ماتحت ملکوں، حجاز، یمن، عراق، شام، مصر، ایران وغیرہ کے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے اپنے وقت کے بادشاہ نہیں شہنشاہ تھے ان کیلئے بھی حفاظتی سامان اتنے نہ سہی۔ اس کے آدھے پر تہائی بھی ہوتے تھے؟

کوئی نسبت ہی ان آنکھوں سے پہچانو کو!
فرق صرف یہ ہے کہ ادھر حکومت ہے، ادھر زوائی

درویش فنڈ میں وصولی ماہ دسمبر ۱۹۵۶ء

فہرست درویش فنڈ و اعلان دعاء

جن احباب کی طرف سے ماہ دسمبر ۵۶ء میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ان احباب کو بھی ان نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے جو تا حال کسی مجبوری کے باعث ان تحریکوں میں شامل نہ ہو سکے۔

نام	رقم	نام	رقم
مکرم بشیر احمد صاحب کیرنگ	۱/-/۱	مکرم یو. کے اے شفیع صاحب	۵/۰/۰
” سی کے عبد اللہ صاحب پینگاڈی	۱۵/۱۲/۰	” فضل حق خاں صاحب حیدر آباد	۵۰/۰/۰
” ماسٹر قمر علی صاحب سنبھل پور	۶/۰/۰	” محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۹۰/۰/۰
” محمد عبد اللہ صاحب حیدر آباد	۱۴/۴/۰	” مستری محمد حسین صاحب قادیان	۵/۰/۰
محترمہ سلطان بی بی صاحبہ کیرنگ	۵/۰/۰	” سید داؤد احمد صاحب مظفر پور	۵/۰/۰
مکرم جلال الدین صاحب موسیٰ بنی مائینز	۲/۰/۰	” شیخ منیر صاحب کیرنگ	۲/۰/۰
” فیروز الدین صاحب جموں	-/۸/-	” احمد خاں صاحب موسیٰ بنی مائینز	۲/۰/۰
” سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی	۱۰/۰/۰	” مرزا شکر علی صاحب لاہور	۲/۸/۰
” اے کے ۔ این پیر محمد صاحب رنگون	۵۰/۰/۰	” سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۹/۰/۰
” عبد اللہ خان صاحب ”	۵۰/۰/۰	” آئی محمد کنجو صاحب کرونا گاپلی	۱۲/۰/۰
محترمہ بیگم عائشہ عظیم صاحبہ ڈھاکہ	۱۵/۰/۰	” سیٹھ یوسف احمد الہ دین سکندر آباد	۶/۹/۰

ایک عرصہ سے بذریعہ اخبار بدر اور نظارت ہذا کی طرف سے متعدد تحریکات درویش فنڈ احباب جماعت تک پہنچائی جاتی رہی ہیں درویش فنڈ کی اہمیت حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اور حضرت صاحبزادہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ سے بھی احباب کو مطلع کیا جاتا رہا ہے

شروع شروع میں مخلصین جماعت نے تحریک درویش فنڈ میں حصہ لیتے ہوئے وعدے بھجوائے تھے کہ باقاعدہ ماہ بماہ معینہ رقوم بھجواتے رہا کریں گے ایک عرصہ تک ان کی طرف سے اپنے وعدوں کا باقاعدہ ایفا ہوتا چلا آیا ہے مگر اب کچھ عرصہ سے بعض دوست اس ذمہ داری کی ادائیگی میں سستی سے کام لے رہے ہیں۔ لہٰذا اس اعلانات کے ذریعہ سے احباب جماعت ایک بار پھر توجہ دلاتے ہوئے تحریک کی جاتی ہے کہ وہ درویش فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں

ناظر بیت المال قادیان

مجالس خدام الاحمدیہ ۔ اور ۔ چندہ تحریک جدید

دفتر ہذا کی طرف سے جملہ مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان کی خدمت میں ایک گشتی چٹھی بھجوائی گئی تھی۔ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت لکھا گیا تھا کہ مجلس کے تمام ممبران وفود کی صورت میں مقامی جماعتوں کے تمام افراد کے پاس بار بار جا کر تحریک جدید کے وعدے لکھوائیں اور پھر وعدوں کی وصولی کے لئے متواتر کوشش کرتے رہیں تا آنکہ سو فی صدی چندے وصول ہو جائیں۔

بعض مجالس کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ انہوں نے سرگرمی کے ساتھ یہ کام جاری کر دیا ہے۔ دوسری تمام مجالس سے درخواست ہے کہ وہ بلد اس بارہ میں اپنی کوششوں سے اطلاع دیں

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اعلان نکاح۔ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم ستیا نیند ر (یو۔ پی) کا نکاح محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ بنت الحاج عبد الرزاق صاحب کنڈر ساکن بمبئی سے بعوض دو ہزار روپیہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بروز جمعہ مورخہ ۲۹؍ دسمبر ۱۹۵۶ء بعد نماز عصر پڑھا۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس نکاح کے سلسلہ اور جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا فرما دیں۔

سعید احمد بی۔ اے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

سیلونی طلباء احمدیہ دار التبلیغ بمبئی میں

مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج دار التبلیغ بمبئی نے اطلاع دی ہے کہ سیلون یونیورسٹی کے طلباء کا جو وفد ہندو پاکستان کے دورہ پر نکلا ہوا ہے۔ مورخہ ۱۷؍ دسمبر کو بمبئی مدراس ایکسپریس کے ذریعہ بمبئی پہنچا۔ جماعت کی طرف سے سٹیشن پر اس وفد کا استقبال کیا گیا۔ اور ٹیکسیوں میں بٹھا کر دار التبلیغ (الحق بلڈنگ) لایا گیا۔ الحق میں دو دن قیام کے بعد ۲۰ کو یہ وفد علی گڑھ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس وفد کے تمام ارکان جماعت احمدیہ کے اخلاق اور اسلامی جذبات سے بہت متاثر ہوئے۔ اور قادیان اور ربوہ جانے کا بھی وعدہ کیا (اس وفد کے قادیان آنے کی رپورٹ بدر ۵؍ جنوری میں شائع ہو چکی ہے) قاضی سید امیر الدین صاحب آف دھاروار۔ نور حسین صاحب بمبئی اور سرفراز احمد صاحب بی۔ اے بمبئی اور انچارج بمبئی نے اس وفد کو جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے آگاہ کیا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اظہار تشکر

محترم مولوی فضل الدین صاحب صحابی مبلغ جنہیں گذشتہ سال حیدر آباد دکن سے موسیٰ بنی مائینز تبدیل کیا گیا تھا۔ موسیٰ بنی میں کچھ عرصہ تبلیغی اور تربیتی فرائض سر انجام دینے کے بعد شدید بیمار ہو گئے تھے۔ بیماری کے ابتدائی ایام میں موسیٰ بنی کی جماعت نے خوب حق خدمت ادا کیا۔ مگر جب بیماری بڑھ گئی۔ اور مولوی صاحب کو جمشید پور کے ہسپتال میں علاج کے لئے داخل کروانا ضروری سمجھا گیا۔ تو یہ جماعت اپنے پاس سے کافی رقم خرچ کر کے مولوی صاحب کو جمشید پور لائی۔ اور ہسپتال میں داخل کروایا۔ مولوی صاحب کی بیماری (تا قیام موسیٰ بنی) کے ایام میں بھی اس جماعت کے دوستوں نے علاج معالجہ پر کافی خرچ کیا تھا۔

نظارت ہذا اس تعاون اور ہمدردی کے لئے جماعت احمدیہ موسیٰ بنی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ جمشید پور نے اس سلسلہ میں جو تعاون کیا تھا اس کے متعلق قبل ازیں بدر میں نوٹ شائع ہو چکا ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مبلغ سنگاپور کا بمبئی میں ورود

مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے اطلاع دی ہے کہ محترم مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سنگاپور جو تبلیغی فرائض کی سر انجام دہی کے بعد سنگاپور سے واپس ربوہ آ رہے تھے۔ TWA ہوائی جہاز سے مورخہ ۲۷؍ دسمبر کو بمبئی پہنچے۔ مولوی صاحب ایس ایس تھائی بحری جہاز سے سفر کر رہے تھے۔ مگر کولمبو میں ان کا جہاز چھوٹ گیا۔ اس لئے کولمبو سے بمبئی ہوائی جہاز کے ذریعہ پہنچے۔

مولوی صاحب ۲۹؍ دسمبر کو ”دارا“ جہاز سے کراچی کے لئے روانہ ہو گئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قابل عمل باتیں (بقیہ صفحہ ۲)

نہ پڑھیں بلکہ ٹھوس کام کریں۔ اور اپنے آپ کو حالات سے باخبر رکھیں۔ ورنہ وہ پیچھے رہ جائیں گے۔ آپ نے انہیں اچھی کتب پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ انہیں اپنا مطالعہ محض اخبارات تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اچھی کتابیں پڑھنی چاہئیں تاکہ وہ بین الاقوامی اور ملکی مسائل کو سمجھ سکیں۔ اس سے انہیں اچھے اچھے خیالات ملیں گے۔ آپ نے کہا کہ کانگرس سیوا دل ورکروں کو اپنی آنکھیں کھلی اور اپنے ذہن نئے خیالات کے لئے تیار رکھنے چاہئیں انہیں دوسروں کے جی حضوری اور گراموفون بن کر رہ جانا چاہیئے۔ آپ نے انہیں ہفتہ میں دو دو تین تین بار دیہات کے چکر لگانے کی تلقین کی اور کہا کہ وہ آپس میں چھوٹے چھوٹے جلسے منعقد کیا کریں اور ان میں ایک دوسرے سے سوالات پوچھیں اور ان کے جوابات ڈھونڈیں۔ آپ نے کہا ہر شخص بڑے سے لیڈروں کا مشورہ چاہتا ہے ان کے لیکچر سننے کا بڑا خواہشمند ہوتا ہے مگر مشورہ سننے کے بعد وہ اسے بھول جاتے ہیں۔ کانگرس سیوا دل اور ورکروں کو اس سے بچنا چاہیئے اگر انہوں نے کسی بڑے جلسے میں کسی بڑے لیڈر کی تقریر سنی اور بعد میں اسے فراموش کر دیا تو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

تحریک چار دیواری بڑا باغ و مرمت مکانات مقدسہ میں وصولی ماہ دسمبر ۱۹۵۶ء

کی فہرست اور اعلان دعا

جن احباب کی طرف سے ماہ دسمبر میں مد چار دیواری و غیر معمولی مرمت مکانات کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور اموال میں برکت ڈالے اور مزید خدمت کا موقعہ عطا فرمائے۔

پیشتر ازیں بذریعہ اعلانات اخبار بدر و انفرادی طور پر جملہ احباب جماعت کو تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ قادیان کے مقدس ایریا کی غیر معمولی مرمت مکانات (جن میں مرمت سکول اور مساجد بھی شامل ہیں) نیز تعمیر چار دیواری بڑا باغ ملحقہ بہشتی مقبرہ کے اخراجات کے لئے زیادہ سے زیادہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ مخلصین احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قادیان جو ہمارا دائمی مرکز ہے۔ اس کی خدمت اور حفاظت کے لئے ان کو ہر قسم کی قربانی میں خندہ پیشانی سے آگے آنا چاہیئے۔

گذشتہ سال کی غیر معمولی بارشوں اور تباہ کن سیلاب کے باعث مقدس ایریا کی مرمت و تعمیر پر اب تک کم و بیش چھتیس ہزار روپے کے اخراجات ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سا کام باقی ہے جن کے لئے کم از کم بیس ہزار روپے کے مزید اخراجات کا اندازہ ہے۔ کیونکہ انجمن کے بجٹ میں اس قدر گنجائش نہیں نکل سکی۔ اس تمام احباب جماعت کو خاص تحریک کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ غیر معمولی ضرورت کے لئے مرمت مقامات مقدسہ کی مد میں زیادہ سے زیادہ چندہ بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نام	رقم
مکرم مسعود احمد صاحب ہاشمی کویت	۱۰۰/-/-
" محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر	۴۰/-/-
" کے عبد اللہ صاحب ینگاڈی	۲۰/-/-
" ٹی۔ کے سلیمان صاحب بمبئی	۲۰/-/-
" ماسٹر غلام محمد صاحب شوپیاں	۱۰/-/-
" بشیر احمد صاحب بجوپورہ	۱۰/-/-
بیگم عائشہ عظیم صاحبہ ڈھاکہ	۱۰/-/-
مکرم مستری محمد تقی صاحب مودہا	۱۰/-/-
" عبد المجیب صاحب پکسکن	۱۱/-/-
" سید صمصام الدین صاحب رانچی	۸/-/-
" عبد الحق صاحب خادم چارکوٹ	۵/۸/-
مکرم منور علی صاحب رتہ پورہ	۲/-/-
" نیر عبد الدین صاحب جموں	۴/-/-
محترمہ بیگم قاری نور السلام صاحبہ بنارس	۸/-/-
مکرم محمد محسن صاحب کٹک	۱/-/-
" مستری محمد حسین صاحب قادیان	۲/-/-
" سید ابو صالح صاحب چاولیہ گنج	۱/-/-

ناظر بیت المال قادیان

خوشخبری

رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا دوبارہ اجراء

احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے پندرہ روزہ رسالہ شائع ہو رہا ہے!

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئے سال کے شروع سے بچوں اور بچیوں کیلئے اسلامی رسالہ تشحیذ الاذہان کے نام سے جاری ہو رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پسند فرمایا ہے کہ اس رسالہ کا نام تشحیذ الاذہان ہی رکھا جائے۔ یہ اسی رسالہ کا نام ہے جو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خود جاری فرمایا تھا۔ اور یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجویز فرمایا تھا۔ ہر ماں باپ کے لئے بچوں کی تربیت اور ان کے لئے دینی ماحول مہیا کرنے کا سوال سب سے اہم ہوتا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز کافی حد تک اس ضرورت کو پورا کرے گا۔

یہ رسالہ مہینہ میں دوبار شائع ہوا کرے گا اس کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہوگا۔

احباب سے درخواست ہے کہ جلد اس رسالہ کی خریداری منظور فرماویں اور سالانہ چندہ کی رقم پیشگی ارسال فرماویں۔

جو دوست ۱۲ر جنوری ۱۹۵۷ء تک خریدار بن کر سالانہ چندہ بھجوا دیں گے اُن کے نام پہلے نمبر میں رسالہ کے دور جدید کے بنیادی خریداروں کے طور پر شکریہ کے ساتھ درج ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

نوٹ:۔ بھارت کے خریدار چندہ کی رقم امانت تشحیذ الاذہان دفتر محاسب قادیان میں جمع کرا سکتے ہیں۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری